ملفوظات اعلیٰحضرت بریلوی رح

حصہ اول

مدینہ پبلشنگ کمپنی مشہور محل میکلوڈ روڈ۔ کراچی

ص۹ مجاہد کیلئے کم از کم اسی برس دو کا ریاضت میں ۱۵ تاریخ کی ابتدا اور انتہا [illegible] حالی ظہور میں [illegible]
[illegible] غوث [illegible]

۱۱۰ اگر چالیس دن گزر جائیں کہ کوئی دولت یا علت یا تلت نہ ہو تو خوف کرے کہ کہیں چھوڑ نہ دیا گیا ہو

ص۱۰۸ سید الکل نبی [illegible] تا در رہ دیکھکر نورانی جلوہ سلطان ہو گیا ص۱۳۰ ابر غوث فرد امام اوتاد ابدال نقبا کا ذ[illegible]

۱۱۲ قیامت کب ہو گی اور ظہور امام مہدی کب

قصص الاولین موعظۃ للاٰخرین

بعونہ تعالیٰ

ملفوظات مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ

حصہ اوّل

از

حامی سنت ماحی بدعت اعلیحضرت مولٰنا مولوی حاجی قاری
محمد احمد رضا خانصاحب قادری برکاتی مدظلہ العالی

مرتبہ

عالیجناب مولٰنا مولوی محمد مصطفٰے رضا خاں صاحب قادری برکاتی نوری
دامت برکاتہم

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی مشہور محل میکلوڈ روڈ کراچی

مطبوعہ مشہور آفسٹ پریس کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

احسن المکتوبات ۞ وعمدۃ الملفوظات ۞ حمد مبدع
انطق الموجودات ۞ بان لا الہ الا اللہ ولا موجود الا اللہ واخرج
المعدومات ۞ من العدم الی الوجود نشہدن ان لا مشہود الا اللہ فالحمد
للہ الذی خلق الانسان ۞ وعلمہ البیان ۞ وانطقہ بفصیح اللسان ۞
والصلٰوۃ والسلام الاتمان الاکملان ۞ علی سید الانس والجان ۞
عمیم الجود والاحسان ۞ شفیعنا یوم الجزع والفزع عند الملک الدیان
الذی علی المؤمنین بمحض کرمہ حنان منان ۞ وقہار علی اجیال
البغی والعناد والفساد والکفران ۞ جبار علی المرتدین وعلی من کفر
بہ وبرسولہ دیان ۞ نبی الرحمۃ ذی الکرم والغفران ۞ حامی الایمان ۞
ماحی الطغیان ۞ غافر الذنب والفسوق والعصیان ۞ سیدنا ومولٰنا
ناصرنا ومعاذنا ۞ حامینا وملجانا ۞ السلطان ۞ ابی القاسم محمد رسول

ربنا الرحمن ۞ وعلیٰ آلہ وصحبہ الذین صدقوہ بالاذعان ۞ وامنوا بمولاھم بالتصدیق والایقان ۞ وسعدوا فی مناہج الصدق وصعدوا معارج الحق بالثبات والاتقان ۞ ھم للدین اساس و بنیان وارکان ۞ اللھم احشرنا معھم بکرمک ۞ وادخلنا بھم دار الجنان ۞ برحمتک ومغفرتک یاکریم یارحیم یاغفار یاسبحان ۞ آمین ۞ یاارحم الراحمین ۞ اللہ اللہ اہل اللہ کی زندگی اللہ تعالیٰ وتبارک کی ایک اعلیٰ نعمت ہے ان کی ذات پاک سے ہر مصیبت ٹلتی ہے اور ہر اڑی مشکل باسانی بدلتی ہے۔ سبحٰن اللہ انہیں نفوس طیبہ طاہرہ کے قدم کی برکت سے وہ وہ عقدہ مالاینحل چٹکی بجاتے حل ہوتے ہیں جنہیں قیامت تک کبھی بھی ناخن تدبیر نہ کھول سکے جس سے کیسا ہی کوئی عقیل ومدبر ہو حیران رہ جائے کچھ نہ بول سکے جسے میزانِ عقل میں کوئی نہ تول سکے۔ اللہ اکبر ان کی صورت ان کی سیرت ان کی رفتار ان کی گفتار ان کی ہر روش ان کی ہر ادا ان کا ہر ہر کردار اسرار پروردگار عز مجدہ کا ایک بہترین مرقع اور بولتی تصویر ہے کہ یہ انفاس نفیسہ مظہر ذات علیہ وصفات قدسیہ ہوتے ہیں مگر بفحوائے کل شئی ھالک الا وجھہ اور کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام دوام کسی کے لئے نہیں ہمیشہ نہ کوئی رہا ہے نہ رہے۔ ہمیشگی رب عزوجل کو ہے جو موجود ہے معدوم اور ایک دن سب کو فنا ہے۔ اسی لئے اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ایسے پاک انفاس قدسیہ کے حالات مبارکہ ومکاتیب طیبہ وملفوظات طاہرہ جمع فرمائے یا اس کا اذن دیا کہ ان کا نفع قیامت تک عام ہو جائے اور ہمیں مستفید ومحظوظ نہ ہوں بلکہ ہماری آئندہ نسلیں بھی فائدہ اٹھائیں اور پھر وہ بھی یوہیں اپنے اخلاف کے

لئے پند و نصائح و وصایا تنبیہات و اخلاص کے ذخیرے اذکار عشق و محبت مسائل شریعت و طریقت کے مجموعہ معرفت و حقیقت کے گنجینہ کو اپنے پچھلوں کے لئے چھوڑ جائیں اور یہ سلسلہ یونہی قیامت تک جاری رہے سچ ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ۔۔۔ بسا کین دولت از گفتار خیزد

فقیر جب تک سن شعور کو نہ پہنچا تھا اور اچھے برے کی تمیز نہ تھی بھلائی برائی کا ہوش نہ تھا اس وقت میں ایسے خیال ہوتا کیا معنی پھر جب سن شعور کو پہنچا تو اور زیادہ بے شعور ہوا جوانی دیوانی مشہور ہے مگر الصحبة مؤثرة صحبت بغیر رنگ لائے نہیں رہتی اور پھر اچھوں کی صحبت اور وہ بھی کون جنہیں سید العلما کہیں تو حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا جنہیں تاج العرفا کہیں بجا جنہیں مجدد وقت اور امام اولیا سے تعبیر کریں تو صحیح جنہیں حرمین طیبین کے علمائے کرام نے مدائح جلیلہ سے سراہا انہ السید الفرد الامام کہا ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے انہیں اپنا شیخ طریقت بنایا ان سے سندیں لیں اجازتیں لیں انہیں اپنا استاد مانا پھر ایسے اچھے کی صحبت کیسی بابرکت ہوگی سچ تو یہ ہے کہ اس صحبت کی برکت نے انسان کر دیا اس زمانہ میں کہ آزادی کی تند ہوا چل رہی ہے کیا عجب تھا کہ میں غریب بھی اس باد صرصر کے تیز جھونکوں سے جہاں صدہا بئس المصیر پہنچے وہیں جا رہتا مگر اپنے مولا کے قربان جس کی نظر عنایت نے پکا مسلمان بنا دیا والحمد للہ علی ذلک اب نہ وہ خودی ہے جو بیخود بنائے تھی نہ وہ مدہوشی جو بے ہوش کئے تھی نہ وہ جوانی کی امنگ نہ کسی قسم کی کوئی اور ترنگ مولانا معنوی رحمۃ اللہ علیہ

نے کیا خوب فرمایا ہے ؎ صحبت صالح ترا صالح کند ۔ مولٰنا کے اس فرمان کی مجھے آنکھوں تصدیق ہوئی ۔ اسی معنی میں حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور کتنا اچھا فرمایا میں بار بار اُن کے اشعار پڑھتا ہوں اور حظ اُٹھاتا ہوں جب پڑھتا ہوں ایک نیا لطف پاتا ہوں ۔ وہ فرماتے ہیں ۔

قطعہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے ۔۔۔ رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ۔۔۔ کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم ۔۔۔ ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد ۔۔۔ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

غرض میری جان ان پاک قدموں پر قربان جب سے یہ قدم پکڑے آنکھیں کھلیں اچھے بُرے کی تمیز ہوئی اپنا نفع و زیان سوجھا منہیات سے تا بمقدور احتراز کیا اور اوامر کی بجا آوری میں مشغول ہوا اور اب اعلیٰحضرت مدظلہ الاقدس کی بافیض صحبت میں زیادہ رہنا اختیار کیا ۔ یہاں جو یہ دیکھا کہ شریعت و طریقت کے وہ باریک مسائل جن میں مدتوں غور و خوض کامل کے بعد بھی ہماری کیا بساط بڑے بڑے سر ٹیک کر رہ جائیں فکر کرتے کرتے تھکیں اور ہرگز نہ سمجھیں اور صاف اناالحق ادری کا دم بھریں وہ یہاں ایک فقرے میں ایسے صاف فرما دیئے جائیں کہ ہر شخص سمجھ لے گویا اشکال ہی نہ تھا اور وہ دقائق و نکات مذہب و ملت جو ایک چیستان اور ایک معمہ ہوں جن کا حل دشوار سے زیادہ دشوار ہو یہاں منٹوں میں حل فرما دیئے جائیں ۔ تو خیال ہوا کہ یہ جواہر عالیہ و زواہر غالیہ یونہی بکھرے رہے

تو اس قدر مفید نہیں جتنا انہیں سلک تحریر میں نظم کر لینے کے بعد ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں پھر یہ کہ خود ہی منتفع ہونا یا زیادہ سے زیادہ اُن کا نفع حاضر باشان دربار عالی ہی کو پہنچنا باقی اور مسلمانوں کو محروم رکھنا ٹھیک نہیں۔ ان کا نفع جسقدر عام ہو اتنا ہی بھلا لہذا جس طرح ہو یہ تفریق جمع ہو۔ مگر یہ کام مجھ سے بے بضاعت اور عدیم الفرصت کی بساط سے کہیں سوا تھا اور گویا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا تھا اس لئے بار بار ہمت کرتا اور بیٹھ جاتا میری حالت اُس وقت اُس شخص کی سی تھی جو کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہو مگر مذبذب ہو ایک قدم آگے ڈالتا اور دوسرا پیچھے ہٹا لیتا ہو مگر دل جو بے بچین تھا کسی طرح قرار نہ لیتا تھا آخر السعی منی والاتمام من اللہ کہتا کمر ہمت چست کرتا اور حسبنا اللہ و نعم الوکیل پڑھتا اٹھا اور ان جواہر نفیسہ کا ایک خوشنما ہار تیار کرنا شروع کیا اور میں اپنے رب عزوجل کے کرم سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس ہار ہی کو میری جیت کا باعث بنائے ع

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

واللہ تعالیٰ ولی التوفیق وھو حسبی و خیر رفیق وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا مولٰنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم میں نے چاہا تو یہ تھا کہ روزانہ کے ملفوظات جمع کروں مگر میری بے فرصتی آڑے آئی اور میں اپنے اس عالی مقصد میں کامیاب نہ ہوا غرض جتنا اور جو کچھ مجھ سے ہو سکا میں نے کیا آگے قبول واجر کا اپنے مولیٰ تعالیٰ سے سائل ہوں وہو حسبی وربی وہ اگر قبول فرمائے تو یہی میری بگڑی بنا لے کو بس ہے۔ میں اپنے سنی بھائیوں سے امید وار کہ

وہ مجوبے بضاعت ومسافر بے توشۂ آخرت کے لئے دعا فرمائیں کہ رب العزۃ تبارک وتقدس اسے میری فلاح ونجات کا ذریعہ بنائے آمین آمین بجرمتہ سید المرسلین النبی الامین المکین صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلی کل من ھو محبوب ومرضی لدیہ۔

مولٰنا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی حاضر خدمت تھے مولٰنا نے عرض کی حضور سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی گئی۔

ارشاد۔ حدیث میں ارشاد فرمایا یا جابر ان اللہ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ اے جابر بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

عرض۔ حضور میری مراد دنیا کی ہر چیز سے پہلے سے ہے۔

ارشاد۔ رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے چار روز میں آسمان اور دو دن میں زمین۔ یکشنبہ تا چہارشنبہ آسمان وپنجشنبہ تا جمعہ زمین نیز اس جمعہ بین العصر والمغرب آدم علی نبینا علیہم الصلاۃ والسلام کو پیدا فرمایا۔

عرض۔ ادنیٰ درجہ علم باطن کا کیا ہے۔

ارشاد۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص وعوام سب نے قبول کیا۔ دوبارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص نے قبول کیا عوام نے نہ مانا سہ بارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جو خواص وعوام کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔

یہاں سفر سے سیرِ اقدام مراد نہیں بلکہ سیر قلب ہے اُن کے علوم کی حالت تو یہ ہے اور ادنیٰ درجہ اُن سے اعتقاد اُن پر اعتماد وتسلیم ارشاد جو سمجھ میں آیا فبہا ورنہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولی الالباب حضرت

شیخ اکبر اور اکابر فن نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ اُس کے عالموں کی تصدیق کرے کہ اگر نہ جانتا تو ان کی تصدیق نہ کرتا نیز حدیث میں فرمایا ہے اغد عالما او متعلما او مستمعا او محبا ولا تکن الخامس فتھلک صبح کر اس حالت میں کہ تو خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے۔

عرض۔ عالم کی کیا تعریف ہے۔

ارشاد۔ عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے۔

عرض۔ کتب بینی ہی سے علم ہوتا ہے۔

ارشاد۔ یہی کافی نہیں بلکہ علم افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

عرض۔ حضور مجاہدے میں عمر کی قید ہے۔

ارشاد۔ مجاہدے کے لئے کم از کم اسی برس درکار ہوتے ہیں باقی طلب ضرور کی جائے۔

عرض۔ ایک شخص اسی برس کی عمر سے مجاہدات کرے یا اسّی برس مجاہدہ کرے۔

ارشاد۔ مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس عالم میں مسببات کو اسباب سے مربوط فرمایا گیا ہے اُسی طریقہ پر اگر چھوڑیں اور جذب وعنایت ربانی بعید کو قریب نہ کر دے تو اس راہ کی قطع کو اسی برس درکار ہیں اور رحمت توجہ فرمائے تو ایک آن میں نصرانی سے ابدال کر دیا جاتا ہے اور صدق نیت کے ساتھ یہ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الٰہی ضرور کارفرما ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ

کریں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

عرض۔ یہ تو حضور اگر اسی کا ہو رہے تو ہو سکتا ہے دنیوی ذرائع معاش اگر چھوڑ دیئے جائیں تو یہ بھی نہایت دقت طلب ہے[1] اور یہ دینی خدمت جو اپنے ذمہ لی ہے اسے بھی چھوڑنا پڑے گا۔

ارشاد۔ اس کے لئے یہی خدمات مجاہدات ہیں بلکہ اگر نیت صالحہ ہو تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ امام ابو اسحٰق اسفرائنی جب انہیں مبتدعین کی بدعات کی اطلاع ہوئی پہاڑوں پر اُن اکابر علما کے پاس تشریف لے گئے جو ترک دنیا و مافیہا کر کے مجاہدات میں مصروف تھے اُن سے فرمایا یا اکلة الحشیش انتم ھھنا و امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتن اے سوکھی گھاس کھانے والو تم یہاں ہو اور امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتنوں میں ہے انہوں نے جواب دیا کہ امام یہ آپ ہی کا کام ہے ہم سے نہیں ہو سکتا۔ وہاں سے واپس آئے اور مبتدعین کے رد میں نہریں بہائیں۔

عرض۔ کیا دنیوی تفکرات کا قلب جاری[2] پر اثر ہوتا ہے۔

ارشاد۔ ہاں دنیا کی فکریں جاری قلب کی حالت میں ضرور فرق ڈالتی ہیں۔

عرض۔ سفر کے لئے کون کون سے دن مخصوص ہیں۔

ارشاد۔ پنجشنبہ شنبہ دوشنبہ حدیث شریف میں ہے بروز شنبہ قبل طلوع آفتاب جو کسی حاجت کی طلب میں نکلے اس کا ضامن میں ہوں (اسی سلسلۂ تقریر میں فرمایا) بحمد اللہ دوسرے بار کی حاضری حرمین طیبین میں یہاں سے

---

[1] حمایت مذہب اہل سنت و رد وہابیہ وغیرہم مرتدین۔

[2] قلب جاری وہ قلب ہے جو خدا و رسول (جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ذکر شریف میں جاگتا ہے ۱۲

جانے اور وہاں سے واپس آنے میں انھیں تین دن میں سے ایک دن میں روانگی ہوئی تھی اور بفضلہ تعالیٰ فقیر کا یوم ولادت بھی شنبہ ہے۔

عرض۔ عمر شریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبول اسلام کے وقت کیا تھی۔

ارشاد۔ ۳۸ سال اور سوائے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ حضور کی عمر شریف ۸۲ سال ہوئی ہر سہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی عمر مبارک نیز عمر شریف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے برابر ہوئیں یعنی ۶۳ سال ہاں اسمیں کچھ روز و ماہ کم و بیش ضرور تھی لیکن سال وفات یہی تھا۔

عرض۔ حضور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل قبول اسلام کیا مذہب رکھتے تھے۔

ارشاد۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بت کو سجدہ نہ کیا ۴ برس کی عمر میں آپ کے باپ بت خانہ میں لے گئے اور کہا ھٰؤلاء الھتك الشم العلی فاسجد لھم۔ یہ ہیں تمہارے بلند و بالا خدا انہیں سجدہ کرو جب آپ بت کے سامنے تشریف لے گئے فرمایا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے میں پتھر مارتا ہوں اگر خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا وہ بُت بھلا کیا جواب دیتا آپ نے ایک پتھر اُس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا اور قوت خداداد کی تاب نہ لاسکا باپ نے یہ حالت دیکھی انہیں غصہ آیا انہوں نے ایک تھپڑ رخسار مبارک پر مارا اور وہاں سے آپ کی ماں کے پاس لائے سارا واقعہ بیان کیا۔ ماں نے کہا اسے اس کے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز

آئی تھی کہ یا امۃ اللہ بالتحقیق البشری بالولد العتیق اسمہ فی السماء الصدیق لمحمد صاحب ورفیق (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اے اللہ کی سچی لونڈی تجھے مژدہ ہو اس آزاد بچے کا آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یار ور فیق ہے میں نہیں جانتی کہ وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون ہیں اور یہ کیا معاملہ ہے اس وقت سے صدیق اکبر کو کسی نے شرک کیطرف نہ بلایا یہ روایت صدیق اکبر نے خود مجلس اقدس میں بیان کی جب یہ بیان کر چکے جبریل امین حاضر بارگاہ ہوئے (علیہ الصلاۃ والسلام) اور عرض کی صدق ابو بکر وھو الصدیق ابو بکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں یہ حدیث عوالی الفرش الی معالی العرش میں ہے اور اُس سے امام احمد قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں ذکر کی۔

جب سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کسی وقت جدا نہ ہوئے یہاں تک کہ بعد وفات بھی پہلوئے اقدس میں آرام فرما ہیں ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داہنے دست اقدس میں حضرت صدیق کا ہاتھ لیا اور بائیں دست مبارک میں حضرت عمر کا ہاتھ لیا اور فرمایا۔ ھکذا نبعث یوم القیامۃ ہم قیامت کے روز یوہیں اٹھائے جائیں گے۔ امام اہلسنت سیدنا امام ابو الحسن اشعری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں لم یزل ابو بکر بعین الرضا من اللہ تعالیٰ۔ ابو بکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر رضا سے منظور رہے ابن عساکر امام زہری تلمیذ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی من فضل ابو بکر انہ لم یشک فی اللہ ساعۃ صدیق کے فضائل سے ایک یہ ہے کہ انہیں کبھی اللہ میں شک نہ ہوا۔ امام عبدالوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر میں

فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے فرمایا اتذکر یوم یوم کیا تمہیں اس دن والا دن یاد ہے عرض کی ہاں
یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ اس دن سب سے پہلے حضور نے بلی فرمایا تھا
بالجملہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز الست سے روز ولادت اور روز
ولادت سے روز وفات اور روز وفات سے ابد الآباد تک سردار مسلمین
ہیں یوہیں سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔ اس بارے میں میرا
ایک خاص رسالہ ہے۔ موسومہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عہد الجاھلیۃ

استفتاء۔ دھوبی کے یہاں گیارھویں شریف کا کھانا جائز ہے یا نہیں
اور فاحشہ کے یہاں کھانے اور اس سے قرآن عظیم تلاوت کرنے کی تنخواہ
لینے کا کیا حکم ہے۔

الجواب۔ دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں
مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کا کھانا ناپاک ہے محض باطل ہے۔ ہاں
فاحشہ کے یہاں کھانا جائز نہیں وہ تنخواہ اگر اس ناپاک آمدنی سے دے
تو وہ بھی حرام قطعی اور اگر اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچی ہو اور وہ اپنے اسی
مال سے دے اس کا لینا قطعی حرام البتہ اگر قرض لے کر قیمت دے تو جائز
ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

عرض۔ اگر بچے کی ناک میں کسی طرح دودھ چڑھ کر حلق میں پہنچ گیا ہو تو
کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے جوف میں پہنچے گا
حرمت رضاعت لائے گا۔ یہ وہی فتویٰ ہے جو چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سب
سے پہلے اس فقیر نے لکھا اور اسی ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو منصب افتاء عطا

ہوا اور اسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی اور ولادت دس شوال المکرم سنہ ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ر جون سنہ ۱۸۵۶ء ۱۱ جیٹھ سدی سنہ ۱۹۱۳ سمبت کو ہوئی تو منصب افتا ملنے کے وقت فقیر کی عمر ۱۳ برس دس مہینہ چار دن کی تھی جب سے اب تک برابر یہی خدمت دین لی جا رہی ہے والحمد للہ۔

عرض۔ رکوع وسجود میں بقدر سبحان اللہ کہہ لینے کے ٹھہرنا کافی ہے۔

ارشاد۔ ہاں رکوع وسجود میں اتنا ٹھہرنا فرض ہے کہ ایک بار سبحان اللہ کہہ سکے جو رکوع وسجود میں تعدیل نہ کرے ساٹھ برس تک اسی طرح نماز پڑھے اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ حدیث میں ہے انا نخاف لومتّ علی ذلك لمتّ علی غیر الفطرۃ ای غیر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم اندیشہ کرتے ہیں کہ اگر تو اسی حال پر مرا تو دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہ مرے گا۔

عرض۔ کیا جس قدر ممکنات ہیں وہ تحت قدرت بایں معنی داخل نہیں کہ ان کو پیدا فرما چکا ہے۔

ارشاد۔ نہیں بلکہ بہت سی چیزیں وہ ہیں جو ممکن ہیں اور پیدا نہ فرمائیں مثلاً کوئی شخص ایسا پیدا کر سکتا ہے کہ سر آسمان سے لگجائے مگر پیدا نہ فرمایا۔

عرض۔ حضور کیا جن وپری بھی مسلمان ہوتے ہیں۔

ارشاد۔ ہاں (اور اسی تذکرہ میں فرمایا) ایک پری مشرف باسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی سبب دریافت فرمایا عرض کی حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہو گیا تھا وہاں گئی تھی راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر

ابلیس نماز پڑھ رہا ہے میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کر دینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے اس نے کہا کہ شاید رب العزت تعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔

عرض۔ زید محمد شیر میاں صاحب پیلی بھیتی سے بیعت ہوا تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا وصال ہو گیا اب کسی اور کا مرید ہو سکتا ہے۔

ارشاد۔ تبدیل بیعت بلا وجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں شامل ہوا اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کئے اس سلسلہ عالیہ میں بیعت کرے یہ تبدیل بیعت نہیں بلکہ تجدید ہے کہ جمیع سلاسل اس سلسلۂ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد ہوا) تین قلندر نظام الحق والدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا مانگا خدام کو لانے کا حکم فرمایا خادم نے جو کچھ اس وقت موجود تھا ان کے سامنے رکھا ان میں سے ایک نے وہ کھانا اٹھا کر پھینک دیا اور کہا اچھا کھانا لاؤ حضرت نے اس ناشائستہ حرکت کا کچھ خیال نہ فرمایا خدام کو اُس سے اچھا لانے کا حکم فرمایا۔ خادم پہلے سے اچھا لایا انہوں نے پھر پھینک دیا اور اس سے اچھا مانگا حضرت نے اور اچھے کا حکم دیا غرض انہوں نے اس بار بھی پھینک دیا اور اس سے بھی اچھا مانگا اس پر اس قلندر کو اپنے پاس بلایا اور کان میں ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا اس مردار بیل سے تو اچھا تھا جو تم نے راستہ میں کھایا یہ سنتے ہی قلندر کا حال متغیر ہوا راہ میں تین فاقوں کے بعد ایک مرا ہوا بیل جس میں کیڑے پڑ گئے تھے ملا اس کا گوشت کھا کر آئے تھے قلندر حضور کے قدموں پر گرا حضور نے اس کا سر اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا اور جو کچھ عطا فرمانا

تھا عطا فرمادیا اس وقت وہ وجد میں رقص کرتا اور یہ کہتا تھا کہ میرے مرشد نے مجھے نعمت عطا فرمائی حاضرین نے کہا بے وقوف جو کچھ تجھے ملا وہ حضرت کا عطا کیا ہوا ہے یہاں تک تو تو بالکل خالی آیا تھا کہا بیوقوف تم ہو اگر میرے مرشد نے مجھ پر نظر نہ کی ہوتی تو حضور کیوں نظر فرماتے یہ اسی نظر کا ذریعہ ہے اس پر حضرت نے کہا یہ سچ کہتا ہے اور فرمایا بھائیوں مرید ہونا اس سے سیکھو۔

مولف۔ ایک روز بعد نماز عصر مسجد سے تشریف لائے اس وقت حاضرین میں مولٰنا امجد علی صاحب اعظمی بھی تھے رسالہ انفس الفکر فی قربان البقر اندنوں طبع ہو رہا تھا اس میں مولوی عبدالحی صاحب کے دو فتوے کہ قربانی گاؤ سے متعلق تھے اس رسالہ میں نقل کئے گئے تھے اسی رسالہ کی نسبت تذکرہ ہو رہا تھا ان فتووں کا بھی ذکر آیا اس پر مولٰنا سے فرمایا۔

ارشاد۔ مولوی صاحب ہنود کے دھوکے میں آگئے مسلمانوں کے خلاف فتوٰی لکھ دیا تنبیہ پر متنبہ ہوئے یہی سوال میرے پاس بھی آیا تھا بفضلہ تعالٰی بنگاہ اولین مکر مکاران پہچان لیا اور گربہ کشتن روز اول باید پر عمل کیا وللہ الحمد۔

عرض۔ حضور ان کے فتاوے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان کے اکثر اقوال متعارض ہیں اور یہ اس لئے کہ یہ اپنے فہم پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔

ارشاد۔ ہاں اپنے فہم پر اعتماد اور وہ بھی ائمہ کرام کے مقابلہ پر۔ کہیں لکھتے واستدلوا لابی حنیفۃ بوجوہ والکل باطل ابوحنیفہ کے لئے کئی طرح دلیلیں لائی گئیں اور سب باطل ہیں کہیں قال ابوحنیفۃ کذا والحق کذا ابوحنیفہ نے یوں کہا اور حق یوں ہے امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کہتے

ہیں ھھناوھم آخر لصاحب الکتاب یہاں کتاب والے کا ایک اور وہم ہے آدمی کو اپنی حالت کا لحاظ ضرور ہے نہ کہ اپنے کو بھولے یا ستائیش مردم پر بھولے اپنے نفس کا علم تو حضوری ہے۔ علماء نے ابن تیمیہ کو لکھا ہے۔ علمہ اکبر من عقلہ اس کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے۔ علم نافع وہ جس کے ساتھ نقاہت ہو۔ مولوی صاحب نے اپنی کتاب نفع المفتی والسائل میں جس میں خود ہی سائل اور خود ہی مجیب ہیں سوال وجواب کو استفسار و استبشار لکھا ہے ایک سوال قائم کیا کہ جس مکان میں جانور ہو کوئی آدمی نہ ہو وہاں جماع جائز ہے یا نہیں اس کا جواب لکھا نا جائز ہے اس جواب سے لازم کہ مکان سے تمام مکھیوں کو نکالے اور چارپائیاں کھٹملوں سے صاف کرے اور یہ تکلیف مالایطاق ہے حالانکہ فقہا تصریح فرماتے ہیں جو بچہ سمجھتا اور دوسرے کے سامنے بیان کرسکتا ہو۔ اس کے سامنے جماع مکروہ ہے ورنہ حرج نہیں تو جب ناسمجھ بچے کے سامنے جائز ہے حالانکہ آدمی ہے جانور کے سامنے کیا ممانعت۔

مؤلف۔ فقہاء کرام نے یہ شرط کیوں زائد کی کہ غیر سے بیان کرسکتا ہو محض سمجھنا کافی تھا اور اس پر یہ بھی الزام آتا ہے کہ گونگے اپاہج کے سامنے جائز ہو اور اسے کسی طرح عقل تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

ارشاد۔ سمجھنے کے دو معنی ہیں ایک نفس حرکات کو سمجھنا یہ بچے میں قوت بیان آنے سے پہلے ہوتا ہے اور یہ سمجھنا کہ یہ حرکات شرم وحیا ہیں ان کا اخفا ضرور ہے یہ قوت بیان آنے کے بہت بعد ہوتا ہے بیان کے لئے پہلا سمجھنا لازم ہے اور اسی قدر ممانعت کے لئے کافی کہ خود اگرچہ اسے کوئی امر شرم وحیا نہ سمجھا مگر دوسروں سے کہہ تو سکے گا بخلاف دوسرے معنی فہم کے

کہ وہ مانع مستقل ہے اس میں دوسرے سے بیان کی حاجت نہیں تو جس میں دوسرے معنی کا سمجھنا ہو اس کے سامنے بدرجہ اولی مطلقاً ممانعت ہے اگرچہ بیان نہ کرسکے۔

عرض۔ حضور آج کیا پہلی تاریخ ہے۔

ارشاد۔ پہلی تاریخ تھی کل چاند ہوا آج دوسری شب ہے۔ تاریخ کی ابتدا وانتہا میں چار طریقے ہیں۔ ایک طریقہ نصاری کا کہ ان کے یہاں نصف شب سے نصف شب تک تاریخ کا شمار ہے۔ دوسرا ہنود کا کہ طلوع آفتاب سے طلوع آفتاب تک۔ تیسرا طریقہ فلاسفہ یونان کا ہے کہ نصف النہار سے نصف النہار تک علم ہیئات میں یہی ماخوذ ہے چوتھا طریقہ مسلمانوں کا کہ غروب آفتاب سے غروب آفتاب تک اور یہی عقل سلیم پسند کرتی ہے کہ ظلمت نور سے پہلے ہے۔

مؤلف۔ حاضرین میں گائے کا گوشت کھانے کا اور اس کے مضر ہونے کا ذکر آیا اس پر فرمایا۔

ارشاد۔ وہ قطعاً حلال اور نہایت غریب پرور گوشت اور بعض امزجہ میں گوشت بز سے نافع تر ہے بہتیرے گوشت کے شوقین اسے پسند کرتے اور بکری کے گوشت کو بیمار کی خوراک کہتے ہیں اور اس کی قربانی کا تو خاص قرآن عظیم میں ارشاد ہے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس کی قربانی ازواج مطہرات کی طرف سے فرمائی ہندوستان میں بالخصوص شعائر اسلام سے ہے اور اس کا باقی رکھنا واجب بعض لیڈر بننے والے کہ ہنود سے اتحاد منانے کے لئے اس کا انسداد چاہتے ہیں بدخواہ مسلمانان ہیں مگر عجب ہے کہ کوئی ہندو اتحاد بگھارنے کو قریب مساجد سے بھی گھنٹا

یا سنکھ بند کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ یہ اتحاد کی یک طرفہ تالی ان لیڈروں ہی کو نصیب ہے ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا گوشت تناول فرمانا ثابت نہیں اور مجھے تو سخت ضرر کرتا ہے ایک صاحب نے میری دعوت کی باصرار لے گئے ان دنوں جناب سید حبیب اللہ صاحب دمشقی جیلانی نقیر کے یہاں مقیم تھے ان کی بھی دعوت تھی میرے ساتھ تشریف لے گئے وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریاں۔ یہ ہی کھانا تھا سید صاحب نے مجھ سے فرمایا تو (آپ) گائے کے گوشت کے عادی نہیں اور یہاں کوئی اور چیز موجود نہیں بہتر کہ صاحب خانہ سے کہہ دیا جائے میں نے کہا کہ یہ میری عادت نہیں وہی پوریاں کباب کھائے اسی دن مسوڑھوں میں ورم ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور مونھ بالکل بند ہو گیا مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اتارتا اور اسی پر اکتفا کرتا۔ بات بالکل نہ کر سکتا تھا یہاں تک کہ قرأت سری بھی میسر نہ تھی سنتیں بھی کسی کی اقتدا کر کے ادا کرتا اس وقت مذہب حنفی میں عدم جواز قرأت خلف الامام کا یہ نفیس فائدہ مشاہدہ ہوا۔ جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھ دیتا بخار بہت شدید تھا اور کان کے پیچھے گلٹیں میرے منجھلے بھائی مرحوم ایک طبیب کو لائے ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا یہ وہی ہے وہی ہے یعنی طاعون میں بالکل کلام نہ کر سکتا تھا اس لئے انہیں جواب نہ دے سکا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں نہ مجھے طاعون ہے نہ انشاء اللہ العزیز کبھی ہو گا اس لئے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ

مولانا حسن رضا خاں صاحب

دعا پڑھے گا اس بلا سے محفوظ رہے گا وہ دعا یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ط جن
جن امراض کے مریضوں جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے
پڑھا بحمدہ تعالیٰ آجتک ان سب سے محفوظ ہوں اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ
محفوظ رہوں گا البتہ ایک بار اسے پڑھنے کا مجھے افسوس ہے مجھے نوعمری
میں آشوب چشم اکثر ہو جاتا اور بوجہ حدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا
۱۹ سال کی عمر ہوگی کہ رامپور جاتے ہوئے ایک شخص کو رمد چشم میں مبتلا
دیکھ کر یہ دعا پڑھی جب سے اب تک آشوب چشم پھر نہ ہوا اسی زمانہ میں
صرف دو مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک آنکھ کچھ دبتی معلوم ہوئی دو چار دن بعد وہ
صاف ہو گئی دوسری دبی پھر وہ بھی صاف ہو گئی مگر درد، کھٹک، سرخی
کوئی تکلیف اصلا کسی قسم کی نہیں افسوس اس لئے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہے کہ تین بیماریوں کو مکروہ نہ رکھو۔ زکام کہ
اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ کھجلی کہ اس سے
امراض جلدیہ جذام وغیرہ کا انسداد ہو جاتا ہے۔ آشوب چشم نابینائی کو دفع
کرتا ہے اس دعا کی برکت سے یہ تو جاتا رہا کہ ایک اور امر پیش آیا جمادی
الاولیٰ ۱۳۰۰ھ میں بعض مہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک
خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاتصال دیکھتا ہوا گرمی کا موسم تھا۔ دن کو اندر
کے دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا اٹھائیسواں سال تھا آنکھوں نے
اندھیرے کا خیال نہ کیا ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے
نہایا سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے دہنی آنکھ میں اتر
آئی بائیں آنکھ بند کرکے دہنی سے دیکھا تو وسط شے مرئی میں ایک سیاہ

حلقہ نظر آیا اس کے نیچے شیسے کا جتنا حصہ ہوا وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم
ہوتا یہاں اس زمانہ میں ایک ڈاکٹر علاج چشم میں بہت سربرآوردہ تھا۔
سینڈرسن یا انڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا میرے او ستاذ جناب مرزا غلام قادر
بیگ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی
جائے علاج کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں
صرف آنکھ پر روشنی ڈال کر آلات سے بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا
کثرت کتاب بینی سے کچھ یبوست آگئی ہے پندرہ دن کتاب نہ دیکھو مجھ
سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹ سکی سید مولوی اشفاق حسین صاحب
مرحوم سہوانی ڈپٹی کلکٹر طبابت بھی کرتے اور فقیر کے مہربان تھے فرمایا
مقدمہ نزول آب ہے بیس برس بعد (خلانا کردہ) پانی اتر آئے گا میں
نے التفات نہ کیا اور نزول آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے
محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پاک پر مطمئن ہو گیا ۱۳۱۶ھ میں
ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا بغور دیکھ کر چار برس بعد (خدانخواستہ)
پانی اتر آئے گا ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب سے بالکل موافق
آیا انہوں نے بیس برس کہے تھے انہوں نے سولہ برس بعد چار کہے مجھے محبوب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے
معاذ اللہ متزلزل ہوتا الحمد للہ کہ بیس درکنار تیس برس سے زائد گزر چکے
ہیں اور وہ حلقہ ذرہ بھر نہ بڑھا نہ بعونہ تعالیٰ بڑھے نہ میں نے کتاب بینی
میں کبھی کمی کی نہ انشاء اللہ تعالیٰ کمی کروں یہ میں نے اس لئے بیان کیا
کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائم و باقی معجزات ہیں جو آج
تک آنکھوں دیکھے جا رہے ہیں اور قیامت تک اہل ایمان مشاہدہ کرینگے

میں اگر انہیں واقعات کو بیان کروں جو ارشادات کے منافع میں نے خود
اپنی ذات میں مشاہدہ کئے تو ایک دفتر ہو مجھے ارشاد حدیث پر اطمینان
تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہوگا آخر شب میں کرب بڑھا میرے دل نے
درگاہ الٰہی میں عرض کی اللھم[1] صدق الحبیب وکذب الطبیب
کسی نے میرے دہنے کان پر مونھ رکھ کر کہا کہ مسواک اور سیاہ مرچیں۔
لوگ باری باری سے میرے لئے جاگتے اس وقت جو شخص جاگ رہا
تھا میں نے اشارے سے اسے بلایا اور اسے مسواک اور سیاہ مرچ کا
اشارہ کیا وہ مسواک تو سمجھ گئے گول مرچ کس طرح سمجھیں غرض بمشکل
سمجھے جب یہ دونوں چیزیں آئیں بدقت میں نے مسواک کے سہارے پر
تھوڑا تھوڑا مونھ کھولا اور دانتوں میں مسواک رکھ کر چھوڑ دی کہ دانتوں
نے بند ہو کر دبالی پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچائیں تھوڑی
ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک کلی خالص خون کی آئی مگر کوئی تکلیف و اذیت
محسوس نہ ہوئی اس کے بعد ایک کلی خون کی اور آئی بحمد اللہ تعالیٰ وہ گلٹیں
جاتی رہیں مونھ کھل گیا میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب
سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہ تعالیٰ دفع ہو گیا دو تین روز میں
بعونہ تعالیٰ بخار بھی جاتا رہا۔

مؤلف۔ چونکہ اثناء گفتگو میں طاعون کا ذکر تھا لہذا مولٰنا مولوی حکیم
امجد علی صاحب نے یوں عرض کیا۔

عرض۔ غالباً یہ بلائیں کفارجن ہوں۔

ارشاد۔ ہاں کفار ہیں۔ حدیث میں ہے۔ الطاعون وخز اعدائکم

---

[1] اے اللہ اپنے حبیب کو سچا کر اور طبیب کو جھوٹا ۱۲

من الجن طاعون تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہے ولہذا طاعون زدہ خاص شہدا میں شامل کیا جائے گا۔ (اسی سلسلہ میں ایک حکایت بیان فرمائی کہ) شیخ محقق عولقی مدنی مجھ سے کہتے تھے کہ حضرت سید محمد یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لائے دیکھا کہ منبر پر ایک بچہ بیٹھا ہے سوا حضرت کے کسی نے نہ دیکھا آپ نے کچھ تعرض نہ فرمایا نماز پڑھ کر تشریف لے آئے۔ پھر ظہر کے لئے آئے تو دیکھا کہ ایک جوان بیٹھا ہے نماز پڑھ کر چلے آئے اور اس سے کچھ نہ کہا پھر عصر کے لئے گئے تو وہیں منبر پر ایک بوڑھے کو پایا اب بھی کچھ نہ پوچھا اور نماز سے فارغ ہو کر واپس آئے۔ پھر مغرب کے لئے تو ایک بیل کو وہاں دیکھا اب فرمایا تو کیا ہے کہ اتنی مختلف حالتوں میں میں نے تجھے دیکھا ہے اس نے کہا میں وبا ہوں اگر آپ اس وقت مجھ سے کلام کرتے جب میں بچہ تھا تو یمن میں کوئی بچہ باقی نہ رہتا اور اگر اس وقت دریافت فرماتے جب جوان تھا تو یہاں کوئی جوان نہ رہتا یونہی اگر اس وقت بات کرتے جب میں بڈھا تھا تو اس شہر میں کوئی بوڑھا نہ رہتا اب آپ نے اس حال میں کہ مجھے بیل دیکھا کلام فرمایا یمن میں کوئی بیل نہ رہے گا یہ کہہ کر غائب ہو گیا یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے ولی پر رحمت تھی کہ آپ نے پہلی تین حالتوں میں اس سے سوال نہ فرمایا بیلوں میں مرگ عام ہو گئی اگر اس وقت کوئی بیل اچھا بھی ذبح کیا جاتا تو تو اس کا گوشت ایسا خراب ہوتا کہ کوئی کھا نہ سکتا اس میں گندھک کی بو آتی انہیں سید محمد یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادے مادر زاد ولی تھے ایک مرتبہ جب عمر شریف چند سال کی تھی باہر تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کی جگہ تشریف رکھی ایک شخص سے کہا لکھ فلاں فی الجنۃ یعنی

فلاں شخص جنت میں ہے یونہی نام بنام بہت سے اشخاص کو لکھوایا پھر فرمایا لکھو فلاں فی النار یعنی فلاں شخص دوزخ میں ہے انہوں نے لکھنے سے ہاتھ روک لیا آپ نے پھر فرمایا انہوں نے نہ لکھا آپ نے سہ بارہ ارشاد کیا انہوں نے لکھنے سے انکار کر دیا اس پر آپ نے فرمایا انت فی النار تو آگ میں ہے وہ گھبرائے ہوئے ان کے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا انت فی النار کہا یا انت فی جھنم عرض کی انت فی النار فرمایا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا میں اس کے کہے کو بدل نہیں سکتا۔ اب تجھے اختیار ہے دنیا کی آگ پسند کر یا آخرت کی۔ عرض کی دنیا کی آگ پسند ہے۔ اُن کا جل کر انتقال ہوا حدیث میں آگ کے جلے ہوئے کو بھی شہید فرمایا ہے۔

عرض۔ حضور میرے بھتیجا پیدا ہوا ہے اس کا کوئی تاریخی نام تجویز فرمادیں۔

ارشاد۔ تاریخی نام سے کیا فائدہ نام وہ ہوں جن کے احادیث میں فضائل آئے ہیں۔ میرے اور بھائیوں کے جتنے لڑکے پیدا ہوئے میں نے سب کا نام محمد رکھا یہ اور بات ہے کہ یہی نام تاریخی بھی ہو جائے۔ حامد رضا خاں کا نام محمد ہے اور ان کی ولادت ۱۲۹۲ھ میں ہوئی اور اس نام مبارک کے عدد بھی بانوے ہیں ایک وقت تاریخی نام میں یہ ہے کہ اسماء حسنیٰ سے ایک یا دو جن کے اعداد موافق عدد نام قاری ہوں عدد نام دو چند کر کے پڑھے جاتے ہیں وہ قاری کو اسم اعظم کا فائدہ دیتے ہیں تاریخی نام سے مقدار بہت زیادہ ہو جائے گی مثلاً اگر کسی کی ولادت اس ۱۳۲۹ھ میں ہوئی تو اس کے مطابق عدد کے اسماء حسنیٰ ۲۶۵۸ بار پڑھے جائیں گے اور محمد نام ہوتا تو ایک سو چراسی بار دونوں میں کس قدر فرق ہوا پھر اس نام اقدس کے فضائل میں یہ چند حدیثیں ذکر فرمائیں) ایک حدیث میں ہے

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھے گا اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کو بخشے گا ایک روایت میں ہے قیامت کے دن ملئکہ کہیں گے کہ جن کا نام محمد یا احمد ہے جنت میں چلے جاؤ ایک روایت میں ہے ملئکہ اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں جس میں کسی کا نام محمد یا احمد ہے ایک روایت میں ہے جس مشورے میں اس نام کا آدمی شریک ہو اس میں برکت رکھی جاتی ہے ایک روایت میں ہے تمہارا کیا نقصان ہے کہ تمہارے گھروں میں دو یا تین محمد ہوں۔

عرض۔ جوتا پہن کر نماز چاہیے یا نہیں۔

ارشاد۔ نہیں عالمگیری میں تصریح ہے کہ مسجد میں جوتا پہن کر جانا بے ادبی ہے۔

عرض۔ غیر مقلدین پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھی۔

ارشاد۔ بعض احکام میں عرف و مصالح کے سبب تغیر و تبدل ہوتا ہے میں نے خاص اس بارے میں ایک رسالہ مسمّیٰ بنام تاریخی جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلوٰۃ بالنعال لکھا ہے اور اس کی ایک شرح کمال اکمال کی ہے (پھر فرمایا) تعظیم و توہین عرف پر مبنی ہے ایک چیز سے ایک زمانہ میں تعظیم یا توہین ہوتی ہے دوسرے زمانہ میں نہیں یا ایک قوم میں ہوتی ہے دوسری قوم میں نہیں مثلاً عرب میں بڑے چھوٹے سب کو صیغہ مفرد سے خطاب ہے انت قلت تونے کہا یہ وہاں کوئی توہین نہیں اور ہمارے یہاں توہین ہے یا یورپ کا ادب یہ ہے کہ ملاقات معظم کے وقت سر ننگا کیے اور جوتا پہنے ہو اور ہمارے یہاں یہ توہین ہے ادب اس میں ہے کہ پاؤں ننگے ہوں اور سر پر عمامہ ہو جب ہمارے یہاں یہ دربار بادشاہان مجازی کی

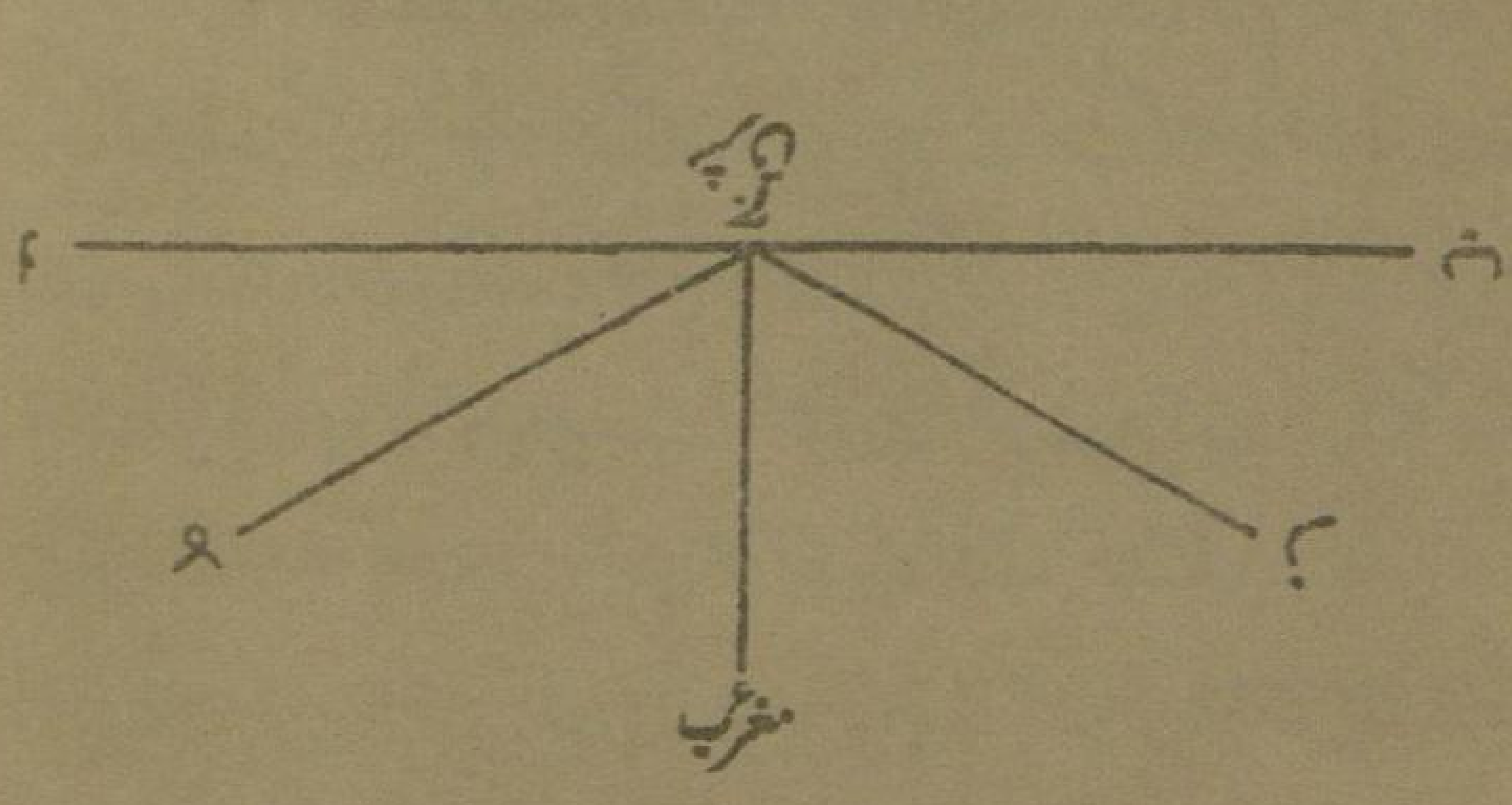
توہین ہے تو دربار الٰہی کہ ملک الملوک اور حقیقی شاہنشاہ سچے بادشاہ کا دربار ہے احق بالتعظیم ہے۔

عرض۔ ریل گاڑی میں بنچ پر بیٹھ کر پاؤں لٹکا کر فرض یا وتر پڑھے نماز ہوئی یا نہیں بعض ایسا کرتے ہیں۔

ارشاد۔ نہیں کہ قیام فرض ہے اور جبتک عجز نہ ہو ساقط نہیں ہو سکتا فرض اور وتر اور صبح کی سنتیں یوں نہ ہو سکیں گے۔

عرض۔ ریل میں ایسا موقع کم ملتا ہے کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کی جائے۔

ارشاد۔ مجھے بڑے بڑے سفر کرنے پڑے اور بفضلہ تعالیٰ پنج وقتہ جماعت سے نماز پڑھی قیام اور رکوع تو ریل میں بھی بخوبی ہو سکتا ہے ہاں بعض وقت سجدے میں وقت ہوتی ہے جب کہ قبلہ بنچ کی طرف ہو وہ یوں ہو سکتا ہے کہ سر کو خم کر کے بنچ کے نیچے کرے صرف تھوڑا سا تکلف کرنا ہو گا مگر اس قدر خم نہ کرے کہ ۴۵ درجے کسی جانب مائل ہو جائے ۴۵ درجے کے قریب تک اجازت ہے ایک خط کے نصف پر دوسرا خط عمود قائم کرو کہ دو زاویہ قائمے بنائے گا ان دونوں قائموں کی دو خطوں سے تنصیف کر دو یہ ۴۵ × ۴۵ درجے کے زاویہ ہونگے فرض کرو خط ج ء سمت قبلہ تو شمال کو ء ھ یا جنوب کو ء ب تک جھکنا مفسد نماز نہیں کہ سمت قبلہ نہ بدلے گی زیادہ میں فساد ہے۔



عرض۔ جتنی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں ان کے اعادہ کی تو ضرورت نہ ہوگی اس لئے کہ وہ نادانستگی میں پڑھی ہیں۔ ہاں آیندہ یونہی پڑھنا فرض ہے۔

ارشاد۔ جہل عدم اعادہ کا سبب نہیں ہو سکتا۔ جہل خود گناہ ہے۔ ہمارے علماء نے احکام شرعیہ شرق سے غرب تک روشن کر دیئے اور قرآن عظیم میں فرمایا فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ط تمہیں نہ معلوم ہو تو جاننے والوں سے پوچھو اب نہ جاننے والے کی غلطی ہے اس نے کیوں نہ پوچھا اُن نمازوں کا اعادہ ضرور ہے۔

عرض۔ پھر کس قدر کا اعادہ کیا جائے۔

ارشاد۔ اتنی کہ ظن غالب ہو جائے کہ اب باقی نہ رہی ہوں گی۔

عرض۔ ایک شخص نے نماز پڑھائی مصلے کج تھا انہوں نے استقبال قبلہ کیا نہ مصلے ہی کو ٹھیک کیا نماز ہوئی یا نہیں؟

ارشاد۔ اگر مصلے کا میلان قبلہ سے ۴۵ درجے کے اندر تھا تو نماز ہو گئی اور اگر زیادہ تھا تو باطل (پھر فرمایا) بریلی میں اکثر مساجد قبلہ سے دو درجے جانب شمال کو ہٹی ہوئی ہیں اور بمبئی کی مساجد دس درجے جانب جنوب اگر شرع مطہر اس کی اجازت نہ دیتی تو لاکھوں نمازیں باطل ہوتیں (پھر فرمایا) انسان کی پیشانی کے قوسی شکل ہونے میں یہ بھی مصلحت ہے تاکہ یہ آسانی ہے کہ اگر قبلہ سے ۴۵ درجے تک انحراف بھی ہوگا تو بھی پیشانی کے کسی جز سے محاذات ہو جائے گی اگر پیشانی مستوی ہوتی تو یہ بات حاصل نہ ہوتی (انحراف مساجد کی وجہ بیان فرمائی) لوگوں نے یہ سمجھا کہ مغرب کی طرف منھ کر کے اس طرح کھڑے ہوں کہ قطب داہنے شانے پر ہو تو جہت محاذی

وجہ ہو وہی سمت قبلہ ہے حالانکہ یہ تحقیق نہیں ہے البتہ ہندوستان میں تقریب کے لئے کافی ہے۔

عرض۔ عورتوں کی نماز باریک کپڑوں سے ہوتی ہے یا نہیں؟

ارشاد۔ آزاد عورتوں کو سر سے پاؤں تک تمام بدن کا چھپانا فرض ہے مگر چہرہ یعنی پیشانی سے ٹھوڑی اور ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک (جس میں سر کے بالوں کا کوئی حصہ داخل نہیں نہ ٹھوڑی کے نیچے کا) یہ تو بالاتفاق نماز میں چھپانا فرض نہیں اور گٹوں تک دونوں ہاتھ ٹخنوں تک دونوں پاؤں ان میں اختلاف روایات ہے ان کے سوا اگر کسی عضو کا چوتھائی حصہ نماز میں قصداً کھولے اگرچہ ایک آن کو یا بلا قصد بقدر ادائے رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی دیر تک کھلا رہے تو نماز نہ ہوگی اور باریک کپڑے جن سے بدن نظر آئے یا رنگت دکھائی دے یا سر کے بالوں کی سیاہی چمکے تو نماز نہ ہوگی۔

مؤلف۔ ایک صاحب جن کا میلان قدرے وہابیت کی طرف تھا انہوں نے علم غیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت سوال کیا تو فرمایا۔

ارشاد۔ کیا آپ مطلق علم غیب کو پوچھتے ہیں یا علم ما یکون۔ جیسا سوال ہو اس کے موافق جواب دیا جائے۔

عرض۔ میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے افضل و اعلیٰ جانتا ہوں اور حضور کو روشن ضمیر مانتا ہوں مگر یہ کہ وہ دلوں کی بات جانتے ہیں یہ نہیں مانتا۔

ارشاد۔ روشن ضمیر ہونے کے تو یہی معنی ہیں کہ دلوں کی حالتیں جانیں (پھر اس کے ثبوت کی طرف توجہ فرمائی) قرآن عظیم فرماتا ہے۔ وما کان اللہ

لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ اے عام لوگو اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع فرمادے ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے اور فرماتا ہے۔ علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اللہ تعالیٰ عالم غیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسول کو صرف اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو علم غیب پر مسلط فرمادیا (اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ) علمائے اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے کہ جو فضائل اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عنایت فرمائے گئے وہ سب با کمل وجوہ اور روں سے بدر جہا زائد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوئے اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل اور انبیا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی سیدہم وعلیہم کو ملے وہ سب حضور کے دیئے سے اور حضور کے طفیل میں۔ اصحاب صحیح بخاری ومسلم نے روایت کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما انا قاسم واللہ یعطی۔ میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت فرماتا ہے وکذلک نری ابرٰھیم ملکوت السمٰوٰت والارض۔ یعنی ایسا ہی ہم ابراہیم کو آسمان وزمین کی ساری سلطنت دکھاتے ہیں۔ اور لفظ نری سے استمرار وتجدد پر دال ہے جس کا یہ مطلب کہ وہ دکھانا ایک بار کے لئے نہ تھا بلکہ مستمر ہے تو یہ صفت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اکمل طور پر ثابت۔ حضور کے دیئے سے اور حضور کے طفیل میں حضور کے جد اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی ابیہ وبارک وسلم کو یہ فضیلت ملی اسکا انکار نہ کرے گا مگر کور باطن اعاذنا اللہ تعالیٰ من ھذہ العقیدۃ الباطلۃ۔ اور لفظ کذلک تشبیہ کے واسطے

ہے جیسے ہر معمولی عربی داں جانتا ہے اور تشبیہ کے لئے مشبہ اور مشبّہ بہ ضرور ہے
مشبہ تو خود قرآن کریم میں مذکور ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام
باقی رہا مشبہ بہ وہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اے حبیب
لبیب جیسے ہم آپ کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں دکھا رہے ہیں یونہی
آپ کے طفیل میں آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بھی
ان کا معائنہ کرا رہے ہیں اور قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے وما ھو علی الغیب
بضنین یعنی میرا محبوب غیب پر بخیل نہیں جس میں استعداد پاتے ہیں اسے
بتاتے بھی ہیں اور ظاہر کہ بخیل وہ کہ جس کے پاس مال ہو اور صرف نہ کرے وہ
کہ جس کے پاس مال ہی نہیں کیا بخیل کہا جائے گا اور یہاں بخیل کی نفی کی گئی تو
جب تک کوئی چیز صرف کی نہ ہو نفی کا کیا مفاد ہوا لہذا معلوم ہوا کہ حضور غیب
پر مطلع ہیں اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بخشتے ہیں اور فرماتا ہے۔ نزلنا
علیك الکتب تبیانا لکل شئ ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شے کا روشن بیان
کردینے کے لئے اتاری تبیانا ارشاد فرمایا بیانا نہ فرمایا کہ معلوم ہو جائے
کہ اس میں بیان اشیاء اس طرح پر ہے کہ اصلا خفا نہیں اور حدیث میں
ہے جسے امام ترمذی وغیرہ نے دس صحابہ سے روایت کیا کہ صحابہ کرام فرماتے
ہیں کہ ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے۔ اور
حضور کی تشریف آوری میں دیر ہوئی حتی کدنا ان نتراء الشمس یعنی
قریب تھا کہ آفتاب طلوع کر آئے اتنے میں حضور تشریف فرما ہوئے اور
نماز پڑھائی پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی
سب نے عرض کی اللہ ورسولہ اعلم اللہ و رسول خوب جانتے ہیں ارشاد
فرمایا۔ اتانی ربی فی احسن صورۃ میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے

پاس تشریف لایا یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا اس نماز میں عبد
درگاہ معبود میں حاضر ہوتا ہے اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی قال
یا محمد فیما یختصم الملاء الاعلی اس نے فرمایا اے محمد صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم یہ فرشتے کس بات میں مخاصمہ اور مباہات کرتے ہیں۔ فقلت لا ادری
میں نے عرض کی کہ میں بے تیرے بتائے کیا جانوں۔ فوضع کفہ بین
کتفی فوجدت بردانا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شئی وعرفت تو رب
العزة نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور
اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور میرے سامنے ہر چیز روشن
ہوگئی اور میں نے پہچان لی صرف اسی پر اکتفا نہ فرمایا کہ کسی وہابی صاحب کو
یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ کل شے سے مراد ہر شے متعلق بشرائع ہے بلکہ
ایک روایت میں فرمایا ما فی السماء والارض میں نے جان لیا جو کچھ آسمان
اور زمین میں ہے اور دوسری روایت میں فرمایا فعلمت ما بین المشرق
والمغرب اور میں نے جان لیا جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے یہ تینوں
روایتیں صحیح ہیں تو تینوں لفظ ارشاد اقدس سے ثابت ہیں یعنی میں نے
جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے
ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی اور روشن ہونے کے ساتھ
پہچان لینا اس لئے فرمایا کہ کبھی شے معروف ہوتی ہے پیش نظر نہیں اور کبھی
شے پیش نظر ہوتی ہے اور معروف نہیں جیسے ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت
پر سے دیکھو وہ سب تمہارے پیش نظر ہوں گے مگر ان میں بہت کو پہچانتے
نہ ہوگے اس لئے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیائے عالم ہمارے پیش نظر بھی ہوگئیں
اور ہم نے پہچان بھی لیں کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی نہ علم

خارج والحمد للہ رب العٰلمین مسلمان دیکھیں نصوص میں بلاضرورت تاویل و تخصیص باطل و نامسموع ہے اللہ عزوجل نے فرمایا ہر چیز کا روشن بیان کردینے کو یہ کتاب ہم نے تم پر اتاری نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی تو بلاشبہ یہ رؤیت و معرفت جمیع مکنونات قلم و مکتوبات لوح کو شامل ہے جس میں سب ماکان ومایکون من الیوم الاول الی یوم الآخر و جملہ ضمائر و خواطر سب کچھ داخل وبهذا طبرانی و نعیم بن حماد استاذ امام بخاری وغیرہما نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی هذه بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو اور حضورؐ کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا ایک بزرگ فرماتے ہیں وہ مرد نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے انہوں نے سچ فرمایا اپنے مرتبہ کا اظہار کیا ان کے بعد حضرت شیخ بہاء الملۃ والدین نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا میں کہتا ہوں مرد وہ نہیں جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھے اور وہ جو نسب میں حضور کے صاحبزادے اور نسبت میں حضور کے ایک اعلیٰ جاہ کفش بردار ہیں یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدۂ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں نظرت الی بلاد اللہ جمعاً ؛ کخردلة علی حکم اتصال یعنی میں نے اللہ کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے ملاحظہ کیا اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہ تھا بلکہ علی الاتصال یہ ہی حکم ہے اور فرماتے ہیں۔ ان نؤبؤة عینی

فی اللوح المحفوظ میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں لگی ہے لوح محفوظ کیا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کل صغیر وکبیر مستطر ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے اور فرماتا ہے ما فرطنا فی الکتب من شئ ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہ رکھی اور فرماتا ہے ولا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین کوئی تر و خشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو تو جب لوح محفوظ کی یہ حالت کہ اس میں تمام کائنات روز اول سے روز آخر تک محفوظ ہیں تو جس کو اس کا علم ہو بے شک اسے ساری کائنات کا علم ہوگا۔

عرض۔ ظہر کا وقت کب تک رہتا ہے۔

ارشاد۔ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں دو مثل تک رہتا ہے اور یہ ہی قول اصح ہے۔

عرض۔ اگر ایک مثل کے اندر ظہر پڑھی جائے اور بعد دو مثل عصر تو بہتر ہوگا کہ سب اقوال علماء جمع ہو جائیں گے۔

ارشاد۔ ہاں اچھا ہے امام و صاحبین کے قول جمع ہو جائیں گے تمام اقوال علماء کا جمع کرنا ناممکن ہے کہ اصطخری شافعیہ سے اس امر کے قائل ہیں کہ بعد مثلین کسی نماز کا وقت ہی نہیں۔

مولوی امجد علی صاحب۔ ظہر میں تاخیر گرمی کے زمانہ میں مستحب ہے اس قدر کہ شدت حر جاتی رہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا۔ ابردوا[1] بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم۔

ارشاد۔ ہاں ایک مثل تک تو ہرگز شدت حر میں کمی نہیں ہوتی یہ اعلیٰ

---

[1] ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کہ گرمی کی سختی جہنم کی سانس سے ہے۔

درجہ کی حدیث صحیح امام کی اعلیٰ دلیل ہے۔ اور اسے واضح تر کر دیا۔ بخاری کی حدیث ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایک منزل میں تشریف فرما تھے مؤذن اذان کہہ کر حاضر بارگاہ ہوئے فرمایا ابرد وقت ٹھنڈا کرو پھر دیر کے بعد حاضر ہوئے فرمایا ابرد وقت ٹھنڈا کرو پھر دیر کے بعد حاضر ہوئے فرمایا ابرد وقت ٹھنڈا کرو حتی ساوی الظلال التلول یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے ان کے برابر ہو گئے اس وقت نماز ادا فرمائی خود ائمہ شافعیہ تصریح فرماتے ہیں کہ ٹیلوں کا سایہ شروع اس وقت ہوتا ہے جب اکثر وقت ظہر نکل جاتا ہے تو ان کے برابر کس وقت ہو گا یقیناً جب کہ مثل اول دیر کا نکل چکا ہو قائلان مثل اول کے پاس اس حدیث صحیح کا اصلا کوئی جواب نہیں غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین دہلوی نے معیار الحق میں جو حرکت مذبوحی اور حدیث سے مسخرگی کی ہے اس کا رد میری کتاب حاجز البحرین میں دیکھئے۔

عرض۔ اگر قبل دو مثل کے عصر کی نماز پڑھ لی جائے تو ہو جائے گی۔

ارشاد۔ ہاں صاحبین کے نزدیک ہو جائے گی۔

عرض۔ کیا اعادہ واجب نہ ہو گا۔

ارشاد۔ فرض نہ ہو گا کہ اس قول پر بھی فتویٰ دیا گیا ہے اگرچہ صحیح و معتمد قول امام ہے۔

عرض۔ تو کیا تمام مسائل اختلافیہ کا یہی حکم ہے۔

ارشاد۔ نہیں بلکہ جس میں اختلاف فتویٰ ہے اس کا یہی حکم ہے کہ جس قول پر عمل کیا جائے گا ہو جائے گا اور چونکہ اس میں علماء دونوں طرف گئے ہیں اور دونوں قولوں پر فتویٰ دیا ہے لہٰذا جس پر عمل کیا جائے ہو جائیگا

مگر جو معتقد ترجیح قول امام ہے اُسے احتراز چاہیئے حرمین طیبین میں اب کچھ برسوں سے حنفی مصلے پر نمازِ عصر مثل ثانی میں ہونے لگی ہے صبح کے سوا سب نمازیں پہلے مصلائے حنفی پر ہوتیں شافعیہ نے شکایت کی کہ ہمارے لئے وقت عصر ہمارے مذہب کی رُو سے تنگ ہو جاتا ہے اس پر یہ تو ہوا نہیں کہ نماز عصر مثل صبح مؤخر کر دیجائے رکھی مقدم اور مثل دوم میں کر دی اس بار کی حاضری میں یہ نئی بات دیکھی میں اور مکہ معظمہ کے جلیل علماء حنفیہ مثل مولانا شیخ صالح کمال مفتی حنفیہ و مولانا سید اسمٰعیل محافظ کتب حرم اس جماعت میں شریک ہوتے تو نفل کی نیت سے پھر حنفی وقت پر اپنی جماعت کرتے جس میں وہ اکابر اس فقیر کو امامت پر مجبور فرماتے۔

عرض۔ جمعہ اگر عین زوال کے وقت پڑھا جائے تو ہو گا یا نہیں۔

ارشاد۔ نہیں کتب فقہ بحر وغیرہ میں تصریح فرمائی کہ جمعہ مثل ظہر ہے۔

عرض۔ زوال کے وقت نماز کی کراہت اس بنا پر ہے کہ جہنم روشن کیا جاتا ہے اور یہ حدیث میں ہے دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن جہنم بھڑکایا نہیں جاتا لہذا چاہیئے کہ زوال کے وقت مکروہ نہ ہو کہ مانع موجود نہیں۔

ارشاد۔ یہ اس وقت نوافل کی کراہت میں جاری ہو سکتا ہے فرائض کے تو اول و آخر وقت مقرر ہیں اول سے پہلے باطل ہیں اور آخر کے بعد قضا مثلاً نماز صبح کا اول وقت طلوع فجر ہے اس سے پہلے شروع کی تو نماز قطعاً نہ ہو گی نہ یہ کہ جائز کر دیں کہ وہ وقت کراہت نماز کا نہیں یوہیں جمعہ کے دن جہنم نہ سلگائے جانے سے اگر ثابت ہوا تو اتنا کہ وہ

اوقات کراہت سے نہ رہا نہ یہ جمعہ جس کا آغاز وقت بعد زوال ہے پیش از وقت جائز ہو جائے ہاں در بارہ نوافل اسی حدیث کی بنا پر امام ابو یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روز جمعہ وقت زوال کراہت نہ مانی اشباہ میں اسے صحیح و معتمد رکھا مگر یہ حاوی قدسی سے ہے میرا تجربہ ہے کہ صاحب حاوی دیلوسفی المذہب ہیں ہر جگہ قول امام ابو یوسف کو بہ ناخذ کہتے ہیں ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب جس پر تمام متون و شرح میں اطلاق منع ہے اور یہ ہی صحیح معتمد ہے۔

مؤلف۔ آج حضرت مولنٰنا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمۃ (جن کو اعلیحضرت مدظلہ الاقدس نے الاسد الاسد الاشد سے مخاطب فرمایا تھا) اور جناب مولنٰنا مولوی احمد اللہ صاحب پشاوری بھی دولت کدہ اقدس پر مہمان ہیں دوپہر کا وقت ہے یہ حضرات اور حضرت قبلہ دامت برکاتہم کھانا ملاحظہ فرما رہے ہیں مولنٰنا مولوی حکیم امجد علی صاحب بھی حاضر اور شریک طعام ہیں۔ بریلی کے پانی کی نفاست کا ذکر ہوا اس پر ارشاد ہوا کہ پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس سے قرآن عظیم میں جا بجا بندوں پر منت رکھی اور ایک جگہ خاص اس پر شکر کی ہدایت فرمائی۔ افرأیتم الماء الذی تشربون أ أنتم أنزلتموہ من المزن أم نحن المنزلون ٥ لو نشاء جعلنٰہ اجاجا فلولا تشکرون. کیا تم نے دیکھا یہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادلوں سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے (بلکہ تو اے رب ہمارے) ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری کر دیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے (تیرے وجہ کریم کے لئے ہمیشہ حمد ہے اے رب ہمارے) حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کھانے پینے پہننے کی

کوئی چیز کسی سے طلب نہ فرمائی مگر ٹھنڈا پانی دوبار طلب فرمایا ایک بار فرمائش فرمائی رات کا باسی لاؤ۔ میں نے مدینہ طیبہ سے بہتر پانی کہیں نہ پایا خدام کرام حاضرین بارگاہ کے لئے زور قوں میں پانی بھر کر رکھتے ہیں گرمی کے موسم میں اس شہر کریم کی ٹھنڈی نسیمیں اتنا سرد کر دیتی ہیں کہ بالکل برف معلوم ہوتا ہے۔ عمدہ پانی کی تین صفتیں ہیں اور وہ تینوں اس میں اعلیٰ درجہ پر ہیں ایک صفت یہ کہ ہلکا ہو اور وہ پانی اس قدر ہلکا ہے کہ پیتے وقت حلق میں اس کی ٹھنڈک تو محسوس ہوتی ہے اور کچھ نہیں اگر خنکی نہ ہو تو اس کا اترنا بالکل معلوم نہ ہو دوسری صفت شیرینی وہ پانی اعلیٰ درجہ کا شیریں ہے ایسا شیریں میں نے کہیں نہ پایا تیسری خنکی یہ بھی اس میں اعلیٰ درجہ پر ہے۔ میری عادت ہے کہ کھانا کھاتے میں پانی پیتا ہوں۔ کھانا مکان پر کھایا جائے اور وہ جانفزا پانی مسجد کریم میں لہذا کھانا کھاتے میں پانی نہ پیتا۔ کھانے کے بعد مسجد کریم میں بہ نیت اعتکاف حاضر ہوتا اور اس عطیہ سرکاری سے دل و جان سیراب کرتا اعتکاف تو ہر مسجد کی حاضری میں ہمیشہ ہوتا ہی ہے پانی کے لئے اس کی منفعت یہ ہے کہ غیر معتکف کو مسجد میں کھانا پینا جائز نہیں۔

عرض۔ کھانے پینے کے لئے اعتکاف جائز ہے

ارشاد۔ اعتکاف صرف ذکر الٰہی کے لئے کیا جائے بالتبع اس کے منافع اور ہو سکتے ہیں۔ مثلاً روزے کے بارے میں حدیث ہے۔ صوموا تصحوا روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے۔ تو یہ نہیں ہو سکتا کہ روزہ تندرستی کی نیت سے رکھا جائے بلکہ روزہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا اور تندرستی کی منفعت بھی اس سے تبعاً حاصل ہو گی پھر اسی حدیث میں فرمایا حجوا تستغنوا حج

کر دغنی ہو جاؤ گے تو یہ نہیں کہ حج مال کی نیت سے کیا جائے بلکہ حج اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا اور یہ نفع بھی ضمناً ملے گا تو جس طرح یہ دونوں اللہ ہی کے لئے ہیں اور صحت وغنا ان کے ضمنی منافع اسی طرح اعتکاف اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا اور کھانے پینے کا جواز نفع بالتبع فتاویٰ عالمگیری وغیرہا میں اگر مسجد میں سونا چاہے اعتکاف کی نیت کرلے کچھ دیر ذکر الٰہی میں مشغول رہے پھر جو چاہے کرے کھانے کے بعد ڈاک نکالنے کا حکم فرمایا ڈاک نکالی گئی مولٰنا مولوی حکیم امجد علی صاحب نے خطوط سنانا شروع کئے جواب فرماتے جاتے مولٰنا لکھتے جاتے ان میں ایک خط حضور سید شاہ نور عالم میاں صاحب صاجزادہ سرکار خورد مارہرہ مطہرہ کا تھا انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک مسئلہ حل طلب ہے شرم اس بات کی ہے کہ کوئی دینی مسئلہ جس میں مجھے ثواب ملتا اور آپ کا قیمتی وقت ضائع نہ ہوتا میں دریافت کرتا سو یہ دینی مسئلہ نہیں دوسرے کوئی سوال آپ کے شایان شان ہوتا تو بھی مجکو پس وپیش نہ تھا جو بات دریافت کرتا ہوں وہ بھی آپ کے مرتبہ علیا سے بہت دون دادون ہے بہرحال آپ ہی ایسے ہیں کہ ہر فن کے اکمل ومکمل آپ سے فیضیاب ہو سکتے ہیں لہٰذا بوجو اعتقاد وامید وثوق سوا کا مطلع کہ اس وقت زیر بحث اعزا ہے اور مجھ سے دریافت کیا گیا ہے پیش کرتا ہوں ۔

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی ۔ نہ ٹوٹے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ ہر چند اس ناچیز سوال میں آپ کے ہمایوں ساعات کو تلف کرنا بہت گستاخی ہے مگر کیا کریں آپ ہی ایسے ہیں جو ان مشکلات کو بھی حل فرمائیں میں تو آپ کو ہر فن میں امام اوراعلم العلماء خیال کرتا

ہوں خداوند تعالیٰ آپ کے وجود مسعود باوجود کو زندہ سلامت وباخیریت رکھے۔ انہ علیٰ کل شئی قدیرہ وبالاجابۃ جدیرہ[1] اس شعر کی شرح مختصر اور تھوڑی ترکیب عبارت اور خلاصہ اور نتیجہ مطلب خیز بذریعہ کسی طالب علم صاحب کے افادہ فرمایا جائے ہم سب لوگ آپ ہی کے ارشاد و حل مطلب پر نظر کر رہے ہیں ایک علی حزیں کا مطلع توحیدیہ جس کو بڑے بڑے ذہین وسخن سنج نہ حل کر سکیں گے پہلے آپ نے آن کی آن میں حل فرمایا تھا یہ تو اس کے سامنے ہیچ معلوم ہوتا ہے بہرحال متوقع ہوں کہ جواب سے مسرور ومفخر فرمائے فقط

مولانا امجد علی صاحب۔ حضور اس کا کیا مطلب ہے۔

ارشاد۔ بہت آسان اور ظاہر ہے اچھا اس کا جواب لکھئے اور اسی ڈاک سے روانہ فرما دیجیے۔

مؤلف۔ پھر حضرت قبلہ مدظلہ الاقدس نے یہ جواب لکھوا کر روانہ فرما دیا۔

بشر فملاحظہ حضرت والا دامت برکاتہم۔

ظاہر مطلب شعر جہاں تک شاعر نے مراد لیا ہوگا صرف اتنی مناسبت دیکھ لینا ہے کہ دانۂ سلیمانی میں جس کی تسبیح عباد و زہاد رکھتے ہیں شکل زنار موجود ہے اور اس کا رکھنا تمغائے نفر قرار پایا ہے شاعر کہ مذہباً سُنی نہ تھا اور بدگمانی تمغائے شعرا ہے غالباً اس سے زائد کچھ نہ سمجھا ہوگا اور ایک بیہودہ معنی تھے مگر اتفاقاً اس کے قلم سے ایک ایسا لفظ نکل گیا جس نے

---

[1] وہ ہر شی پر قادر اور قبول فرمانا اس کی شان ہے۔

اس شعر کو بامعنی و پُر مغز کر دیا وہ کیا یعنی لفظ ثابت زنار کہ کفار
باندھتے ہیں زنار زائل ہے کہ ایک جھٹکے میں ٹوٹ سکتا ہے اور
دانہ سلیمانی میں اس کی تصویر ثابت ہے کہ جبتک دانہ رہے گا
قائم رہے گی یوں ہی کفر دو قسم ہے ایک کفر زائل جو کفر کفار
ہے اور جس کی سزا خلود فی النار ہے ہر کافر موت کے بعد
اس سے باز آتا ہے قال تعالیٰ واتخذوا من دون اللہ
اٰلھۃً لیکونوا لھم عزاً ۞ کلا سیکفرون بعبادتھم و
یکونون علیھم ضداً ۞ دوسرا کفر ثابت جو ابدالآباد تک قائم
رہے گا جسے علمائے دین نے جزء ایمان فرمایا ہے جسے قرآن عظیم
ارشاد فرماتا ہے فمن یکفر بالطاغوت و یؤمن باللہ فقد
استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا واللہ سمیع
علیم ۞ ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اپنی قوم سے فرمایا انا
برءٰؤ منکم و مما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم ہم بیزار
ہیں تم سے اور اللہ کے سوا تمہارے معبودوں سے ہم تم سے کفر و
انکار رکھتے ہیں صحیح حدیث میں ہے جب مینھ برستا ہے اور
مسلمان کہتا ہے ہمیں اللہ کے فضل و رحمت سے مینھ ملا۔ اللہ
عزوجل فرماتا ہے مومن بی و کافر بالکوکب مجھ پر ایمان رکھتا
ہے اور نچھتر سے کفر و انکار۔ الحمد للہ طاغوت و شیطان و بت

---

[1] انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ ان کی عزت ہو ہرگز نہیں عنقریب وہ انکی عبادت سے کفر
کریں گے اور ان کے مخالف ہوں۔ [2] جو شیطان کے ساتھ کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے
بیشک بڑی مضبوط گرہ تھام لی جو کبھی نہ کھلے گی اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

وجملہ معبودان باطل کے ساتھ مسلمانوں کا یہ کفر وانکار ابدالآباد
تک قائم رہے گا بخلاف کفر کفار کے کہ اللہ ورسول سے ان کا
کفر قیامت بلکہ برزخ بلکہ سینے پر دم آتے ہی جس وقت ملئکہ
عذاب کو دیکھیں گے زائل ہوجائے گا مگر کیا فائدہ والشق
و عصیت قبل اب معنی واضح ہوگئے کہ جو کفر ثابت ہے وہ
تمغائے مسلمان بلکہ جزو ایمان ہے بخلاف کفر زائل والعیاذ
باللہ تعالیٰ۔ اسی وقت صحیفہ شریفہ ملا۔ فوری جواب حاضر ہے۔

مؤلف۔ اس وقت وہ حافظ صاحب حاضر ہیں جنہوں نے اس وہابی خیال
شخص کو پیش کیا تھا جس نے مسئلہ علم غیب دریافت کیا تھا۔

عرض۔ حضور وہ شخص جب یہاں سے گیا تو راستہ ہی میں کہنے لگا کہ
اعلیحضرت مدظلہم کی باتیں میرے دل نے قبول کیں اور انشاء اللہ تعالیٰ
اب میں ان کا مرید ہوں گا۔

ارشاد۔ دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہوسکتے اگر
اس شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہ ہوتی جن لوگوں کے عقائد
مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہوجائیں یہ جو وہابیہ
میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتداءً بہت نرمی کی گئی مگر چونکہ ان
کے دلوں میں وہابیت راسخ ہوگئی تھی اور مصداق ثم لا یعودون حق
نہ مانا اس وقت سختی برتی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ
الکفار والمنفقین واغلظ علیھم اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں
پر اور ان پر سختی کرو اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے ولیجدوا فیکم
غلظۃ لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں ایک شخص خدمت اقدس حضور

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرے لئے زنا حلال فرما دیجئے صحابہ کرام نے انہیں قتل کرنا چاہا کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ گستاخی کے الفاظ کہے حضور نے منع فرمایا اور ان سے فرمایا قریب آؤ وہ قریب حاضر ہوئے اور قریب فرمایا یہاں تک کہ ان کے زانو زانوئے اقدس سے مل گئے اس وقت ارشاد فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے عرض کی نہ۔ فرمایا تیری بیٹی سے عرض کی نہ۔ فرمایا تیری بہن سے عرض کی نہ۔ فرمایا تیری پھوپی سے عرض کی نہ۔ فرمایا تیری خالہ سے عرض کی نہ۔ فرمایا کہ جس سے تو زنا کرے گا آخر وہ بھی کسی کی ماں یا بیٹی یا بہن یا پھوپی یا خالہ ہو گی یعنی جو بات اپنے لئے نہیں پسند کرتا دوسرے کے لئے کیوں پسند کرتا ہے دست اقدس اُن کے سینہ پر مار کر دُعا فرمائی کہ الٰہی زنا کی محبت اس کے دل سے نکال دے وہ صاحب کہتے ہیں جب میں حاضر ہوا تھا تو زنا سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی اور اب اس سے زیادہ کوئی چیز مجھے مبغوض نہیں اس کے بعد حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی کا اونٹ بھاگ گیا لوگ اسے پکڑنے کو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں جتنا دوڑتے ہیں وہ زیادہ بھاگتا ہے۔ اس کے مالک نے کہا تم لوگ ٹھہر جاؤ اس کی راہ میں جانتا ہوں۔ سبز گھانس کا ایک مٹھا لے کر چمکارتا ہوا اونٹ کے قریب گیا اور اسے پکڑ لیا اور بٹھا کر اس پر سوار ہو لیا فرمایا اس وقت اگر تم اسے قتل کر دیتے تو جہنم میں جاتا۔

عرض۔ حضور میرے کچھ روپے ایک شخص پر ہیں وہ نہیں دیتے۔

ارشاد۔ اس زمانہ میں قرض دینا اور یہ خیال کرنا کہ وصول ہو جائے گا۔

ایک مشکل خیال ہے میرے پندرہ سو روپے لوگوں پر قرض ہیں جب قرض دیا یہ خیال کر لیا کہ دیدیئے تو خیر ورنہ طلب نہ کروں گا۔ جن صاحبوں نے قرض لیا دینے کا نام نہ لیا (پھر خود ہی فرمایا) جب یوں قرض دیتا ہوں تو ہبہ کیوں نہیں کر دیتا اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا جب کسی کا دوسرے پر دین ہو اور اس کی میعاد گزر جائے تو ہر روز اسی قدر روپیہ کی خیرات کا ثواب ملتا ہے جتنا دین ہے۔ اس ثواب عظیم کے لئے میں نے قرض دیئے ہبہ نہ کئے کہ پندرہ سو روپے روز میں کہاں سے خیرات کرتا۔

عرض۔ حضور حافظ کتنوں کی شفاعت کرے گا سنا گیا ہے کہ اپنے اعزا سے دس شخصوں کی۔

ارشاد۔ ہاں اور اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس سے مشرق سے مغرب تک روشن ہو جائے اور شہید پچاس شخصوں کی حاجی ستر کی اور علماء بے گنتی لوگوں کی شفاعت کریں گے حتی کہ عالم کے ساتھ جن لوگوں کو کچھ بھی تعلق ہو گا اس کی شفاعت کرینگے کوئی کہے گا میں نے وضو کے لئے پانی دیا تھا کوئی کہے گا میں نے فلاں کام کر دیا تھا لوگوں کا حساب ہوتا جائے گا اور وہ جنت کو بھیجے جائیں گے علماء کا حساب کب کا ہو چکا ہو گا اور وہ روکے جائیں گے عرض کرینگے الٰہی لوگ جا رہے ہیں ہم کیوں روکے گئے ہیں فرمایا جائے گا تم آج میرے نزدیک فرشتوں کی مانند ہو شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت سے لوگ بخشے جائیں ہر سنی عالم سے فرمایا جائے گا اپنے شاگردوں کی شفاعت کر اگرچہ آسمان کے ستاروں کی برابر ہوں۔

عرض۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اقدس کیا ہے۔

ارشاد۔ حضور کے علم ذات دو ہیں کتب سابقہ میں احمد ہے اور قرآن کریم میں محمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور حضور کے اسماء صفات بے گنتی ہیں علامہ احمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانچسو جمع فرمائے۔ سیرت شامی میں تین سو اور اضافہ کئے اور میں نے چھ سو اور ملائے کل چودہ سو ہوئے اور حضورؐ کے اسماء ہر طبقہ میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں جدا گانہ ہیں دریا میں اور نام ہیں پہاڑوں میں اور۔

عرض۔ یہ کثرت اسماء کثرت صفات پر دلالت کرتی ہے۔

ارشاد۔ ہاں۔

عرض۔ ہر طبقہ اور ہر جنس میں جدا جدا نام ہونا اس لئے کہ ہر جگہ حضور کی ایک خاص تجلی ہے جس جگہ جس صفت کا ظہور ہے اسی کے مناسب نام بھی ہے۔

ارشاد۔ یہ بھی ہے (اس کے بعد بیان فرمایا) انجیل شریف کی بہت سی آیات ہیں جو حضور کے اوصاف بیان کر رہی ہیں اگرچہ نصاریٰ نے بہت تحریف کی ہے اور اپنی چلتی وہ کل آیتیں جو حضور کے اوصاف میں تھیں نکال ڈالیں مگر جس امر کو اللہ تعالیٰ پورا کرنا چاہے اس کو کون ناقص کر سکتا ہے۔ بہت سی آیتیں اب بھی رہ گئیں مگر انہیں سوجھتی نہیں علیٰ ہذا القیاس توراۃ و زبور میں۔

مؤلف۔ ایک صاحب شاہجہانپور سے حاضر خدمت ہوئے انہوں نے عرض کی میں نے سنا ہے اور بعض دیوبندیوں کی کتابوں میں بھی دیکھا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کو جناب اللہ تعالیٰ کے علم کریم کی برابر فرماتے ہیں مگر چونکہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی اس لئے میں نے چاہا کہ حضور کا شرف ملاقات حاصل کر کے اُسے

عرض کروں اور جو کچھ حضرت کا اس بارے میں خیال ہو دریافت کروں۔

ارشاد۔ اس کا فیصلہ قرآن عظیم نے فرمادیا فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین جو میرے عقائد ہیں وہ میری کتابوں میں لکھے ہیں وہ کتابیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں کہیں اس کا کچھ نام نشان ہو تو کوئی دکھائے۔ ہم اہلسنت کا مسئلہ علم غیب میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب[1] عنایت فرمایا رب عزوجل فرماتا ہے وما ھو علی الغیب بضنین ٥ یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں تفسیر معالم و تفسیر خازن میں ہے یعنی حضور کو علم غیب آتا ہے وہ تمہیں بھی تعلیم فرماتے ہیں اور وہابیہ دیوبندیوں کا یہ خیال ہے کہ کسی غیب کا علم حضور کو نہیں اپنے خاتمہ[2] کا بھی علم نہیں دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں بلکہ حضور کے لئے علم غیب کا ماننا شرک ہے اور شیطان کی وسعت علم نص سے ثابت ہے اور اللہ کے دیئے سے بھی حضور کو علم غیب حاصل نہیں ہو سکتا۔ برابری تو درکنار میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کردی ہے کہ اگر تمام اولین و آخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو

---

[1] قرآن کریم کی بکثرت آیات کریمہ مثل وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما ٥ اور بہت احادیث شریفہ مثلاً فتجلی لی کل شئی و عرفت نیز کثیر اقوال ائمہ سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ حضور کو علم غیب عنایت ہوا تفصیل کے لئے خالص الاعتقاد انباء المصطفےٰ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ وغیرہ رسائل شریفہ امام اہلسنت مجدد المائۃ الحاضرہ دامت برکاتہم ملاحظہ ہوں۔

[2] حضور کو معاذ اللہ اپنے خاتمہ کا بھی علم نہیں اور دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں اور حضور کے لئے علم غیب ماننا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے اور شیطان کا علم وسیع ہے اپنے خاتمہ کا علم نہ ہونا دہلی کے ایک وہابی نے کہا تھا باقی سب کفریات براہین قاطعہ میں ہیں۔

علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہوسکتی جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصہ کو کروڑ سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کے ساتھ ہے اور وہ غیر متناہی متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہے۔

عرض۔ صدقہ کا جانور بلا ذبح کے کسی مصرفِ صدقہ کو دے دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر صدقہ واجبہ ہے اور وجوب خاص ذبح کا ہے تو بے ذبح ادا نہ ہوگا مگر اس حالت میں کہ ذبح کے لئے وقت معین تھا جیسے قربانی کے لئے ذی الحجہ کی دسویں گیارھویں بارھویں اور وہ وقت نکل گیا تو اب زندہ تصدق کیا جائے گا۔

عرض۔ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ نانا نانی دادا دادی ماموں چچا وغیرہ کھائیں یا نہیں۔

ارشاد۔ سب کھا سکتے ہیں کلوا وتصدقوا وایتھی واعقود الدریہ میں ہے احکامھا احکام الاضحیۃ۔

عرض۔ کیا محرم وصفر میں نکاح کرنا منع ہے۔

ارشاد۔ نکاح کسی مہینہ میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے۔

عرض۔ زید کی ربیبہ لڑکی کا نکاح زید کے حقیقی بھائی سے ہوسکتا ہے۔

ارشاد۔ ہاں جائز ہے۔

عرض۔ کیا عدت کے اندر بھی نکاح ہوسکتا ہے۔

ارشاد۔ عدت میں نکاح تو نکاح۔ نکاح کا پیام دینا بھی حرام ہے۔

عرض۔ اگر کوئی پیش امام یا قاضی عدت میں نکاح پڑھائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے اس پڑھانے والے کے نکاح میں تو کچھ فرق نہ آئے گا اور ایسے

اور ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے اور اس پر کچھ کفارہ بھی لازم ہوگا یا نہیں اور اس نکاح میں جو لوگ شریک ہوئے ان کی نسبت بھی ارشاد ہو۔ پیش امام نے اقرار کیا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی اب مجھے مسلمان معاف فرمائیں مگر ایک مولوی صاحب نے اس سے کہہ دیا کہ تم کہہ دو "مجھے اطلاع نہ تھی میں نے بے خبری میں نکاح پڑھا دیا" ان صاحب کے لئے شرعاً کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ جس نے دانستہ عدت میں نکاح پڑھایا اگر حرام جان کر پڑھایا سخت فاسق اور زنا کا دلال ہوا مگر اس سے اپنا نکاح نہ گیا اور اگر عدت میں نکاح حلال جانا تو خود اس کا نکاح جاتا رہا اور وہ اسلام سے خارج ہوگیا بہرحال اسکی امامت جائز نہیں جبتک کہ توبہ نہ کرے۔ یہی حکم شریک ہونے والوں کا ہے جو نہ جانتا تھا کہ نکاح پیش از عدت ہو رہا ہے اس پر الزام نہیں اور جو دانستہ شریک ہوا اگر حرام جان کر تو سخت گناہگار ہوا اور حلال جانا تو اسلام بھی گیا اور وہ شخص جس نے امام کو جھوٹ بولنے کی تعلیم دی سخت گناہ گار ہوا اس پر توبہ فرض ہے۔

عرض۔ ہندہ کے نکاح و رخصت کو دو سال ہوئے رخصت کے بعد صرف چودہ پندرہ روز شوہر کے یہاں رہی پھر اپنی میکے چلی آئی جسے نہ شوہر بلاتا ہے نہ روٹی کپڑا دیتا ہے اور ہندہ کا مہر نصف معجل اور نصف مؤجل ہے اب شرعاً وہ نصف معجل اور نان نفقہ مل سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ ہاں نصف معجل کا ابھی یا جب چاہے دعوی کر سکتی ہے اور اگر وہ شوہر کے یہاں جانے سے انکاری ہو کر نہ بیٹھی بلکہ وہاں جانا چاہتی ہے اور شوہر نہیں آنے دیتا تو نان نفقہ کی بھی مستحق ہے مگر جتنا زمانہ گزر لیا اس کا دعوی نہیں کر سکتی جب تک کچھ ماہوار مقرر نہ ہوگیا ہو۔ پھر ایک استفتا

پیش ہوا) کہ زید نے اپنی عورت کو طلاق دی دو تین روز کے بعد دوسرے شخص نے نکاح کر لیا ابھی عدت نہ گزری تھی آیا اس کا نکاح ہوا یا نہیں اور اگر نہیں ہوا تو تیس برس تک اس نے حرام کیا اور وہ حرام کا مرتکب ہوا اب ہم برادری والے اس پر جرمانہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ شریعت کیا حکم دیتی ہے ہم اسے سزا بھی دینا چاہتے ہیں جو شرع فرمائے وہ سزا ہم اسے دیں یا اسے برادری سے جدا کر دیں یا کچھ لوگوں کو کھانا کھلا دیں۔

ارشاد۔ وہ نکاح نہیں ہوا حرام محض ہوا اور مرد و عورت پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں نہ مانیں تو برادری والے انہیں قطعاً برادری سے خارج کر دیں ان سے میل جول بول چال۔ نشست برخاست یک لخت ترک کر دیں اس کے سوا یہاں اور کیا سزا ہو سکتی ہے اور جبراً کھانا ڈالنا یا جرمانہ لینا جائز نہیں۔

عرض۔ ہمارے یہاں اب یہ رواج ہو چلا ہے کہ نکاح کے وقت شاہدین بہمراہی وکیل نہیں جاتے اور قاضی بوکالت وکیل اور حاضرین کی شہادت سے نکاح پڑھا دیتا ہے یہ امر عندالشرع محمود ہے یا مردود۔ نیز مذہب حنفی میں اس طور پر نکاح صحیح بھی ہوگا یا نہیں کیا وکیل کو اپنے ساتھ دو شاہد رکھنا اور ان گواہوں کا عورت کی اجازت سننا ضروری نہیں اگر بطریق اول نکاح ہوا تو سب گناہ گار ہوئے یا نہیں۔

ارشاد۔ وکیل کے ساتھ شاہدوں کی کچھ حاجت نہیں اگر واقع میں عورت نے وکیل کو اذن دیا اور اس نے نکاح پڑھا دیا۔ نکاح ہو گیا ہاں اگر عورت انکار کرے گی کہ میں نے اذن نہ دیا تھا تو حاکم کے یہاں گواہی کی حاجت ہوگی یہ تو کوئی غلطی نہیں ہاں یہ ضرور غلطی ہے کہ وکیل ہوتا ہے کوئی اور نکاح پڑھاتا ہے دوسرا مذہب صحیح ظاہر الروایۃ میں وکیل بالنکاح دوسرے

کو وکیل نہیں کرسکتا اس میں بہت دقتیں ہیں جن کی تفصیل میرے فتاوے میں ہے لہذا یہ چاہیئے کہ جس سے نکاح پڑھوانا منظور ہو اُسی کے نام کی اجازت لی جائے یا اذن مطلق لے لیا جائے۔

عرض۔ حضور نوشہ کا وقت نکاح سہرا باندھنا نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔

ارشاد۔ خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے اور یہ باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام ہیں۔

عرض۔ حضور ولیمہ کا کھانا شریعت کے کس حکم میں داخل ہے اور اس کا تارک کیسا ہے۔

ارشاد۔ ولیمہ بعد زفاف سنت ہے اور اس میں صیغہ امر بھی وارد ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی دُنبہ یا اگرچہ[1] ایک دُنبہ دونوں معنی محتمل ہیں اور اول اظہر۔

عرض۔ جس شہر کے لوگوں میں سے ایک بھی ولیمہ نہ کرتا ہو بلکہ نکاح سے پہلے اول روز جیسا رواج ہے کھلا دیتا ہو تو ان سب کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ تارکانِ سنت ہیں مگر یہ سنن مستحبہ سے ہے تارک گناہگار نہ ہوگا اگر اُسے حق جانے۔

عرض۔ حضور اگر ہندہ بوقت شیر خوارگی عمرو پسر خود بکر کو مدت رضاعت کے اندر اپنا دودھ پلائے اس کے بعد ہندہ کے تین لڑکے سعید۔ فاضل۔ سلیم پیدا ہوئے تو اب بکر کی لڑکی سے سلیم کا نکاح جو عمرو کا برادر حقیقی ہے جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ بکر کی لڑکی ہندہ کی اگلی پچھلی سب اولاد کی حقیقی بھتیجی ہے اور باہم -

[1] پہلے معنے ایک دنبہ کی قلت پر دلالت کرتے ہیں یعنی زیادہ نہ ہو تو ایک ہی دنبہ سہی دوسرے معنے اوس کی کثرت پر یعنی اگرچہ پورا دنبہ صرف کرنا پڑے ۱۲-

مناکحت حرام قطعی۔

عرض۔ زید و بکر آپس میں چچازاد بھائی بھی ہیں اور رضاعی بھی۔ زید کے حقیقی چھوٹے بھائی کا بکر کی حقیقی چھوٹی ہمشیرہ سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ جائز ہے۔

مؤلف۔ تحفہ حنفیہ کی جلد پیش نظر تھی اُس میں یہ مکالمہ ملا خیال ہوا کہ اسے بھی ملفوظات میں شامل کر لیا جائے کہ نہایت مفید اور ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہے۔

۲۵ر جمادی الاولیٰ روز پنجشنبہ ۱۳۱۶ھ کو وقت چاشت جناب سید محمد شاہ صاحب صدر دوم ندوہ ابن مولوی سید حسن شاہ محدث رامپوری مع گرامی جناب سید نوشہ میاں صاحب و جناب مولوی سید محمد نبی صاحب مختار و جناب تصدق علی صاحب وکیل۔ صاحب حجت قاہرہ مجدد مأتہ حاضرہ حامی اہل سنت اعلیحضرت قبلہ دامت برکاتہم کے یہاں آئے اور دیر تک ایک نفیس جلسہ دلکشا مذاکرہ علمی کا رہا۔

میاں صاحب سے مراد جناب صدر دوم ندوہ ہیں۔

جو الفاظ دو خط ہلالی کے اندر ہوں وہ فقیر محرر سطور کے ہیں۔

میاں صاحب۔ (بعد سلام و مصافحہ و باہمی گفتگوئے مزاج پرسی) میں حسن شاہ محدث کا بیٹا ہوں۔

ارشاد۔ جناب میں اُن کے فضائل سے واقف ہوں اور آپ سے بھی ایک بار نیاز حاصل ہوا تھا۔

میاں صاحب۔ میں بالقصد ایک بات آپ سے گزارش کرنے کو آیا ہوں

اگرچہ آپ کی طبیعت علیل ہے (مسہلات ہو رہے ہیں) آپ کو تکلیف ضرور ہو گی مگر بات ضروری ہے اور اُس میں آپ کی رائے دریافت کرنی ہے۔

ارشاد۔ میں حاضر ہوں جو فہم قاصر میں آئے اُسے گزارش بھی کروں گا اگرچہ رای العلیل علیل۔

میاں صاحب۔ میری رائے یہ ہے کہ کسی کو بُرا کہنا نہ چاہیئے اس لئے کہ صائب نے کہا ہے ؎

دہن خویش بدشنام میالا صائب کیں زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

(رسالۂ سیل السیوف الہندیہ علیٰ کفریات بابا النجدیہ میاں صاحب کے پاس پہنچ چکا تھا یہ نصیحت اس بنا پر تھی۔

ارشاد۔ بہت بجا فرمایا جہاں اختلافات فرعیہ ہوں جیسے باہم حنفیہ و شافعیہ وغیرہا فرق اہلسنت میں وہاں ہرگز ایک دوسرے کو بُرا کہنا جائز نہیں اور فحش دشنام جس سے دہن آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہیئے۔

میاں صاحب۔ کچھ اختلافات فرعی کی قید نہیں زمانۂ رسالت میں دیکھئے منافق لوگ کیسے مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے نمازیں ساتھ پڑھتے مجالس میں پاس بیٹھتے شریک رہتے۔

ارشاد۔ ہاں صدر اسلام میں ایسا تھا مگر اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرما دیا تھا کہ (ندوے کا سا) یہ گھال میل جو ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں یوں رہنے نہ دے گا ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کر دے گا قال اللہ تعالیٰ وما کان اللہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب اس کے بعد آپ کو معلوم ہے کیا ہوا بھری مسجد میں خاص جمعے کے دن علیٰ رؤس الاشہاد حضور اقدس سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا اُخرج یا فلاں فانک منافق لے فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ اُخرُج یا فلاں فانک منافق لے فلاں نکل جا تو منافق ہے نماز سے پہلے سب کو نکال دیا (یہ حدیث طبرانی و ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی) مخالفین دین کے ساتھ یہ برتاؤ اُن کا ہے جنہیں رب العزت عزجلالہ رحمۃً للعٰلمین فرماتا ہے۔ جن کی رحمت رحمتِ الٰہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میاں صاحب۔ دیکھئے فرعون کے پاس جب موسیٰ (علیٰ نبینا و علیہ السلام) کو بھیجا تو اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا تھا۔ قولا لہ قولاً لیناً اُس سے نرم بات کہنا

ارشاد۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا یا ایُّھا النبی جاھِدِ الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم اے نبی جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور اُن پر شدت و سختی کر۔ یہ انہیں حکم دیتا ہے جن کی نسبت فرماتا ہے اِنَّک لعلیٰ خُلُقٍ عظیم بیشک تو بڑے خلق پر ہے تو معلوم ہوا کہ مخالفانِ دین پر شدت و غلظت منافی اخلاق نہیں بلکہ یہی خلق حسن ہے۔

میاں صاحب۔ میری مراد کافروں سے نہیں (منافقین اور فرعون شاید مسلمان ہوں گے)

ارشاد۔ جی آپ کی بہر کس توسب کو عام تھی خیر اب کوئی دائرہ محدود کیجئے۔

میاں صاحب۔ جو کلمۂ کفر کہے اُسے ان لفظوں سے بیان کیجئے کہ میرے فلاں بھائی نے جو یہ بات کہی ہے میرے نزدیک یہ کلمۂ کفر معلوم ہوتی ہے۔

ارشاد۔ کفریات بکنے والا بحمد اللہ میرا بھائی نہیں اور جب اُس کا کلمۂ کفر ہونا ثابت ہو تو ان گربے لفظوں کی کیا حاجت کہ میرے نزدیک ایسا معلوم

ہوتا ہے جس سے عوام سمجھیں کہ احتمالی بات ہے شک ہے۔

میاں صاحب۔ میرے نزدیک ضرور کہنا چاہیئے۔

ارشاد۔ جب دلیل شرعی قائم ہو ضرور صاف کہنا چاہیئے۔

میاں صاحب۔ خیر یہ کہو کہ کلمۂ کفر کہا مگر گمراہ نہ کہو۔

ارشاد۔ کیا خوب گمراہی کفریات بکنے سے بھی کسی بدتر چیز کا نام ہے۔

میاں صاحب۔ یوں تو داڑھی منڈا فاسق بھی ہے گمراہ ہے مگر عرف میں گمراہ بہت برا لقب ہے۔

ارشاد۔ داڑھی منڈانے والا کہ اُسے فعل حرام جانے فاسق ہے گمراہ نہیں (کہ راہ سنت جانتا اور اس پر اعتقاد رکھتا ہے اگرچہ شامتِ نفس سے اختیار نہ کی) مگر قائل کفریات ضرور گمراہ ہے۔

میاں صاحب۔ کوئی قائلِ کفریات ہو بھی اب آپ نے اتنے بڑے عالم محدث (اسمٰعیل دہلوی) جس کی عمر خدمت حدیث میں کٹی قائل کفریات بنا دیا۔

ارشاد۔ سل السیوف آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے۔

میاں صاحب۔ ہاں

ارشاد۔ میں نے اُس میں کافر لکھا ہے۔

میاں صاحب۔ نہیں کافر نہیں لکھا۔ (الحمد للہ یہ بھی غنیمت ہے ورنہ بہت وہابیہ تو یہی رو رہے ہیں کہ تکفیر کر دی۔

ارشاد۔ تو جس قدر میں نے لکھا ہے وہ ضرور ثابت اور خدمتِ حدیث مسلم بھی ہو تو اُس سے انتفائے ضلالت لازم نہیں قال اللہ تعالیٰ اضلّہ اللہ علیٰ علمٍ۔

میاں صاحب۔ اب آپ نے لکھ دیا کہ انہوں نے کہا ہے خدا کے سوا کسی کو نہ مانو۔

ارشاد۔ جی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے یہی لفظ جا بجا دیکھ لیجئے۔

میاں صاحب۔ یہ کون کہے گا کہ نبی کا اعتقاد نہ رکھو۔

ارشاد۔ حضرت اُردو زبان ہے آپ ہی فرمائیے کہ ماننے کے کیا معنی ہیں۔

میاں صاحب۔ بھلا ہم نبی کو نہ مانتے تو مڈل نہ پڑھتے کہ نوکری ملتی حدیث کیوں پڑھتے۔

ارشاد۔ یہ آپ اپنی نسبت کہئے اُس کے وقت میں نہ مڈل تھا نہ مسڈل کی نوکری۔

مولٰنا حسن رضا خاں صاحب۔ حضرت پچیس برس کی عمر کے بعد نوکری ملتی بھی تو نہیں۔

میاں صاحب۔ بھلا کوئی نبی کی شان میں گستاخیاں کرے گا۔

ارشاد۔ کیا معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل جانا بتانا گستاخی نہیں۔

میاں صاحب۔ (انکاری لہجے میں) ہوں۔ کس نے کہا ہے۔

ارشاد۔ اسمٰعیل نے۔

میاں صاحب۔ کوئی نہیں بھلا کوئی رسول کو ایسا کہے ہے۔

ارشاد۔ تقویۃ الایمان چھپی ہوئی موجود ہے دیکھ لیجئے۔

میاں صاحب۔ بھلا کوئی رسول کو ایسا کہے ہے۔

ارشاد۔ جی رسول ہی کی شان میں کہا ہے دیکھ لیجئے نا۔

سید مختار صاحب۔ جناب میاں صاحب اُس کے کلمات ضرور بہاں ایسے ہیں جن سے دل دکھتا ہے یہ (اعلیٰ حضرت قبلہ) اُن کے سبب جوش

میں ہیں۔

میاں صاحب۔ مولوی روم نے مثنوی میں لکھا ہے کہ اے اللہ تو ظالم ہے جتنا چاہے مجھ پر ظلم کئے جا تیرا ظلم مجھے اور دل کے انصاف سے اچھا لگتا ہے۔

ارشاد۔ مولانا قدس سرہٗ نے اللہ عزوجل سے یوں عرض کی ہے۔

میاں صاحب۔ جی مولانا نے۔

ارشاد۔ مثنوی شریف لاؤ۔

مولوی محمد رضا خاں صاحب مثنوی شریف لائے جناب میاں صاحب کے سامنے رکھ دی۔ میاں صاحب نے ہاتھ سے ہٹا دی۔

ارشاد۔ حضرت بتائیے کہاں لکھا ہے۔

میاں صاحب۔ (مثنوی شریف اور ہٹا کر) اب اسی میں لکھا ہے ع گہ شہیدے دیدۂ از...... خر۔ خر کے ساتھ شہید کا لفظ دیکھئے۔

ارشاد۔ یہ فسق پر استہزا ہے (قرآن مجید میں) فرمایا ذق انک انت العزیز الکریم یہ اسی حکایت کی سرخی میں ہے جان من ..... را دیدی وکدورا ندیدی جناب نے یہ نہ دیکھا کہ مولانا کا یہ ارشاد تو ہماری دلیل ہے جب ایک فاسقہ کی نسبت اکابر دین ایسے کلمات فرماتے ہیں تو گمراہان بد دین زیادہ مستحق تشنیع وتوہین ہیں۔

میاں صاحب۔ اب آپ ہی جو اپنے آپ کو عبد المصطفٰے لکھتے ہیں۔

ارشاد۔ یہ مسلمان کے ساتھ حسن ظن کی خوبی ہے رب العزۃ جل جلالہ نے قرآن عظیم میں جو فرمایا۔ وَانکحوا الایامٰی منکم والصّٰلحین من عبادکم وامائکم اسے بھی شرک کہہ دیجئے (حضرت عالم اہل سنت

نے اپنے قصیدۂ اکسیر اعظم کی شرح مجیر معظم میں تحریر فرمایا ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں حدیث نقل کی ہے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا کنت عبدہ وخادمہ میں حضور کا بندہ اور حضور کا خادم تھا اس مسئلے کی بحث کافی اسی کتاب مستطاب میں ہے)

میاں صاحب۔ خیر بھائی تمہیں اختیار ہے بُرا کہو بُرا سنو۔

ارشاد۔ کافر کو کافر رافضی کو رافضی، خارجی کو خارجی، وہابی کو وہابی ضرور کہا جائے گا اور وہ ہمیں بُرا کہیں تو اس کی کیا پرواہ۔ ہمارے پیشواؤں صدیق وفاروق کو انتقال فرمائے ہوئے تیرہ سو برس گزرے آجتک اُن کا بُرا کہنا نہیں چھوٹتا۔

میاں صاحب۔ ایسے ہی وہ بھی کہتے ہیں پھر اس سے کیا حاصل۔

ارشاد۔ ضرور حاصل ہے حدیث میں فرمایا اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس کیا فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو لوگ اُسے کب پہچانیں گے فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ اُس سے بچیں (یہ حدیث امام ابوبکر ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبہ اور امام ترمذی محمد بن علی نوادر الاصول اور حاکم نے کتاب الکنٰی اور شیرازی نے کتاب الالقاب اور ابن عدی نے کامل اور طبرانی نے معجم کبیر اور بیہقی نے سنن کبریٰ اور خطیب نے تاریخ میں حضرت معویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی)

میاں صاحب۔ تو یہ تو فاسق کو کہا ہے۔

ارشاد۔ فسق عقیدہ فسق عمل سے بدرجہا بدتر ہے۔

میاں صاحب۔ بے شک۔

ارشاد۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب بدمذہبوں کو جہنمی بتایا۔ کلھم فی النار الا واحدۃ" اب کیا نہ کہا جائے گا کہ رافضی گمراہ جہنمی ہیں۔

میاں صاحب۔ رافضی جہنمی نہیں۔

ارشاد۔ حدیث کا کیا جواب۔

میاں صاحب۔ (سکوت فرمایا)

ارشاد۔ کیا آپ کے نزدیک ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کافر کہنے والا، جہنمی نہیں۔

میاں صاحب۔ کون کہتا ہے کوئی نہیں۔

ارشاد۔ رافضی کہتے ہیں۔

میاں صاحب۔ کوئی رافضی ایسا نہیں کہتا۔

مولوی سید تصدق علی صاحب۔ چھپی ہوئی کتابیں تو موجود ہیں اور کوئی کہتا ہی نہیں۔

میاں صاحب۔ میرے دس بارہ ہزار ملاقاتی اور عزیز رافضی کسی نے میرے سامنے اس کا اقرار نہیں کیا کوئی ایسا نہیں کہتا۔

سید مختار صاحب۔ حضرت وہ ضرور ایسا کہتے ہیں آپ کے سامنے تقیتہً کچھ اور کہہ دیا ہوگا۔

ارشاد۔ حضرات اب وجہ حمایت معلوم ہوئی۔

میاں صاحب۔ پھر بھائی تم انہیں برا کہو وہ تمہیں برا کہیں۔

ارشاد۔ اس کی پرواہ نہیں ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جواب تک کہا جاتا ہے۔

میاں صاحب۔ ایسی ہی وہ بھی کہتے ہیں۔

ارشاد۔ آپ کے نزدیک یہود و نصاریٰ گمراہ ہیں یا نہیں۔

میاں صاحب۔ ہوں گے۔

ارشاد۔ ہیں یا نہیں۔

میاں صاحب۔ ہوں گے۔ (اللہ اللہ ضروریات دین میں بھی تامل۔

سید مختار صاحب۔ اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہی وہ بھی آپ کو کہتے ہیں (تو اہل باطل اگر اہل حق کو اہل باطل کہیں اس سے اہل حق انہیں اہل باطل کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔)

میاں صاحب۔ تشدد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگلے زمانے میں رافضیوں نے سنیوں کو قتل کیا، سنیوں نے رافضیوں کو مارا۔ ہمارے نزدیک دونوں مردود (اللہ اللہ کفریات بکنے والے کو گمراہ نہ کہیے۔ رافضیوں کو جہنمی نہ بتائے مگر سنی ضرور مردود انا للہ وانا الیہ راجعون

ارشاد۔ آپ ایسا فرمائیے مگر اہل سنت ایسا ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

میاں صاحب۔ جب دونوں مسلمان ہیں اور باہم لڑے دونوں مردود ہوئے (سبحن اللہ اسی دلیل سے خارجیوں نے مولیٰ علیؓ و اہل جمل و اہل صفین سب پر معاذ اللہ وہ حکم ناپاک لگایا تھا انا للہ وانا الیہ راجعون)

ارشاد۔ بھلا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم نے جو ایک دن میں پانچ ہزار کلمہ گو قتل فرمائے جو نہ صرف مسلمان بلکہ قراء و علما کہلاتے اس کی نسبت کیا ارشاد ہے۔

سید مختار صاحب۔ میاں صاحب یہ بحث ختم نہ ہوں گی اب تشریف لے چلیئے۔ اور اس جلسے کو خوشی و خوش اسلوبی پر ختم کیجئے۔

میاں صاحب۔ (کھڑے ہو کر تشریف لے جاتے وقت) ابو بکر صدیق رضؓ کو کسی نے ان کے سامنے بُرا کہا لوگوں نے اسے قتل کرنا چاہا صدیق نے فرمایا کہ میرے بُرا کہنے والے کے لئے نہیں ہے۔ (آگے تتمۂ حدیث یوں ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے۔ میاں صاحب یہیں تک پہونچے تھے کہ اس کے لئے ہے کہ اعلحضرت قبلہ نے سبقت کر کے فرمایا) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہے معاذاللہ مر کر مٹی میں مل گئے۔

حاضرین سوائے میاں صاحب سب ہنسنے لگے۔

ارشاد۔ الحمد للہ ہم امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تابع ہیں جنہوں نے خوارج کو نہ گلے لگایا نہ بھائی بنایا۔ بدمذہبی کے ہوتے ہوئے کچھ پاس نہ فرمایا۔

میاں صاحب۔ السلام علیکم۔

(جلسہ بالخیر ختم و تمام والحمد للہ)

مؤلف۔ حدیث میں ارشاد فرمایا۔ اتقوا مواضع التھم۔ بچو تہمت کی جگہوں سے یہ امر کسی کے ساتھ خاص نہیں سب مسلمانوں کو عام ہے وہ عام ہوں یا خاص اور ظاہر کہ اولیاء کرام مکلف ہیں تو وہ بھی مامور ہوئے پھر انہیں اس امر کا خلاف کیونکر جائز ہوگا اور پھر اس صورت میں صرف تہمت کے موقع سے نہ بچنا ہی نہیں بلکہ لوگوں کو بلا وجہ بدگمانی کا مرتکب کرنا بھی ہے جو حرام ہے۔

ارشاد شریعت میں احکام اضطرار احکام اختیار سے جدا ہیں. سب جانتے ہیں کہ خمر و خنزیر حرام قطعی ہیں مگر ساتھ ہی ارشاد ہوا۔ اِلَّا مَنِ اضْطُرَّ فِی مَخْمَصَۃٍ ۔ بھوک یا پیاس سے جان نکلی جاتی ہے اور کھانے یا پینے کو حرام کے سوا کچھ نہیں اب اگر ترک کرے تو گنہگار ہوگا اور حرام موت مرے گا بلکہ فرض ہے کہ جان بچانے کی قدر استعمال کرے۔ یوہیں اگر نوالہ اٹکا دم نکلا جاتا ہے اور اتارنے کو سوائے خمر کچھ نہیں شریعت کا کلیہ قاعدہ ہے اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ ۔ اللہ عزوجل کے ساتھ قلب کی محافظت اہم و اعظم فرائض سے ہے. جب بحالت ضعف و تنگی ظرف اس کا حفظ بے ایسے کسی اظہار کے نہ بن پڑے تو یہ واجب ہوگا. حقیقت فعل سے جاہل اُسے مرتکب حرام جانے گا حالانکہ وہ ایک مباح کر رہا ہے اور فعل سے واقف حال فاعل سے غافل اُسے موضع تہمت میں پڑتا لوگوں کو بدگمانی میں ڈالتا یوں خلاف امر کرتا گمان کرے گا حالانکہ وہ ادائے واجب اعظم کر رہا ہے کیا اپنے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا حرام نہیں لیکن معاذ اللہ آکلہ ہو جائے تو کاٹا جائے گا کہ اور بدن محفوظ رہے۔ سیدنا ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو اشرفیاں ملیں کنارہ دجلہ پر ایک صاحب خط بنوا رہے تھے ان کو دیں قبول نہ کیں حجام کو دیں کہا میں نے ان کا خط اللہ عزوجل کے لئے بنانا چاہا ہے اس پر عوض نہ لوں گا شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس مال سے فرمایا کہ تو ایسی ہی چیز ہے جسے کوئی قبول نہیں کرتا اور دریا میں پھینک دیں جاہل گمان کرے گا کہ تضییع مال ہوئی حاشا بلکہ حفظ قلب. کہ اس وقت یہی اس کا ذریعہ تھا دو صاحب سامنے تھے کسی نے قبول نہ کیں اب ان کو پاس رکھنے اور ایسے فقیر کی تلاش میں نکلتے جو قبول کر لیتا اور معصیت میں نہ اٹھاتا اتنی دیر تک کی زندگی پر تم لوگوں کو

اطمینان ہوتا ہے وہاں ہر آن موت پیش نظر ہے اور ڈرتے ہیں کہ اس وقت آجائے اور اس غیر خدا کا خطرہ قلب میں ہو جنگل میں پھینک دیتے تو نفس کا تعلق قطع نہ ہوتا کہ ابھی دست رس رہتی اب بتایئے سوا اس کے ان کے پاس کیا چارہ تھا کہ اس سے فوراً فوراً اس طرح ہاتھ خالی کرلیں کہ نفس کو یاس ہوجائے اور اس کے خیال سے باز آئے یہ صفائے قلب و دفع خطرہ غیر کی دولت کروروں اشرفیوں بلکہ تمام ہفت اقلیم کی سلطنت سے کروروں درجہ اعلیٰ و افضل ہے کیا اگر سو اشرفیاں خرچ کرکے سلطنت ملی کوئی اسے تضیع مال کہہ سکتا ہے بلکہ بڑی دولت کا بہت ارزاں حاصل کرنا یہی یہاں ہے۔

عرض ۔ وحدۃ الوجود کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد ۔ وجود ہستی بالذات واجب تعالیٰ کے لئے ہے اس کے سوا جتنی موجودات ہیں اسی کی ظل پر تو ہیں تو حقیقۃً وجود ایک ہی ٹھہرا۔

عرض ۔ اس کا سمجھنا تو کچھ دشوار نہیں پھر یہ مسئلہ اس قدر کیوں مشکل مشہور ہے۔

ارشاد ۔ اس میں غور و تامل یا موجب حیرت ہے یا باعث ضلالت اگر اس کی تھوڑی بھی تفصیل کروں تو کچھ سمجھ میں نہ آئے گا بلکہ اوہام کثیرہ پیدا ہوجائیں گے اس کے بعد کچھ مثالیں بیان فرمائیں ان میں سے ایک یاد رہی ۔ مثلاً روشنی بالذات آفتاب و چراغ میں ہے زمین و مکان اپنی ذات میں بے نور ہیں مگر بالعرض آفتاب کی وجہ سے تمام دنیا منور اور چراغ سے سارا گھر روشن ہوتا ہے ان کی روشنی انہیں کی روشنی ہے ۔ ان کی روشنی ان سے اٹھالی جائے وہ ابھی تاریک محض رہ جائیں۔

عرض ۔ یہ کیوں کر ہوتا ہے کہ ہر جگہ صاحب مرتبہ کو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے۔

ارشاد ۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جو شخص آئینہ خانے میں جائے وہ ہر طرف

اپنے آپ ہی کو دیکھے گا اس لئے کہ یہی اصل ہے اور جتنی صورتیں ہیں سب اسی کے ظل ہیں مگر یہ صورتیں اس کی صفات ذات کے ساتھ متصف نہ ہوں گی۔ مثلاً سننے والی۔ دیکھنے والی وغیرہ وغیرہ نہ ہوں گی اس لئے کہ یہ صورتیں صرف اس کی سطح ظاہری کی ظل ہیں۔ ذات کی نہیں اور سمع و بصر ذات کی صفتیں ہیں سطح ظاہر کی نہیں لہذا جو اثر ذات کا ہے وہ ان ظلال میں پیدا نہ ہوگا۔ بخلاف حضرت انسان کو یہ ظل ذات باری تعالیٰ ہے لہذا ظلال صفات سے بھی حسب استعداد بہرہ ور ہے۔

مؤلف۔ حضور یہ اب بھی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ ہر جگہ خدا کیوں کر دیکھتے ہیں اگر ان ظلال و عکوس کو کہا جاوے تو یہ اتحاد ہے وحدت نہیں اور اتحاد کھلا الحاد و زندقہ ہے اور اگر یہ ظلال و عکوس کو نہیں دیکھتے بلکہ عدم محض میں سلاتے ہیں ایک اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے۔ تو یہ خود بھی ایک ظل ہیں یہ بھی معدوم ہوئے تو نہ ناظر رہا نہ نظر پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے کیا معنی وہ اس سے پاک ہے کہ کسی کی نظر اسے احاطہ کرے وہ سب کو محیط ہے نہ کہ محاط یہ میرا ایمان ہے کہ قیامت میں انشاء اللہ تعالیٰ دیدار الٰہی سے ہم مسلمان فیضیاب ہوں گے مگر یہ نہیں سمجھ سکتا کہ رویت کیونکر ممکن ہے جب کہ احاطہ ناممکن اگر یہ کہا جائے کہ منظور کو نظر کا محیط ہو جانا کچھ ضرور نہیں مثلاً فلک ہے کہ اس کا ایک حصہ انسان کی نظر میں سما سکتا ہے جہاں تک اس کی نظر پہونچتی ہے تو یہ تقریر وہاں جاری نہیں کہ وہ تجزی سے پاک ہے میں اپنا مافی الضمیر اچھی طرح پر ظاہر نہ کر سکا مگر یہ جانتا ہوں کہ حضور میرے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے میرا مطلب خیال فرمالیں گے۔

ارشاد۔ ظلال و عکوس مرآت ملاحظہ میں مرآت کامرئی سے متحد ہونا کیا ضرور

علم بالوجہ میں وجہ مرأت ملاحظہ ہوتی ہے حالانکہ ذوالوجہ سے متحد نہیں بلا شبہ آئینہ میں جو اپنی صورت دیکھتے ہو کیا اس میں کوئی صورت ہے۔ نہیں بلکہ شعاع بصری آئینہ پر پڑکر واپس آتی ہے۔ اور اس رجوع میں اپنے آپ کو دیکھتی ہے لہذا دہنی جانب بائیں اور بائیں دہنی معلوم ہوتی ہے۔ تو آئینہ تمہارا عین نہیں مگر دکھایا اس نے تمہیں کو ظلال اپنی ذات میں معدوم ہیں کہ کسی کی ذات مقتضی وجود نہیں كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ مگر وجود عطائی سے ضرور موجود ہیں اسلام کا پہلا عقیدہ ہے کہ حقائقُ الاشیاء ثابتۃٌ نظر سے ساقط ہونا واقع سے عدم نہیں کہ نہ ناظر رہے نہ نظر فی الواقع اس مشاہدہ میں خود اپنی ذات بھی ان کی نگاہ میں نہیں ہوتی اہلسنت کا ایمان ہے کہ قیامت وجنت میں مسلمانوں کو دیدار الٰہی بے کیف وبے جہت وبے محاذات ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ کچھ منہ تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوئے۔ کفار کے حق میں فرماتا ہے كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ بیشک وہ اس دن اپنے رب سے حجاب میں رہیں گے یہ کافروں پر عذاب بیان فرمایا گیا ہے تو ضرور مسلمان اس سے محفوظ ہیں۔ بصر احاطہ مرئی نہیں چاہتی آیہ کریمہ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ کا یہی مفاد ہے کہ وہ ابصار وجملہ اشیا کا محیط ہے اسے بصر اور کوئی شے محیط نہیں فلک وغیرہ کی مثالیں اس کے بیان کو ہیں کہ بصر کو احاطہ لازم نہیں نہ یہ کہ وہاں بھی عدم احاطہ معاذ اللہ اسی طرح کا ہے وہاں بعینی ادراک حقیقت وکنہ ہی رہا یہ کہ "رویت کیونکر" یہ کیف سے سوال ہے اور وہ اس کی رویت کیف سے پاک ہے پھر کیونکر کو کیا دخل۔

عرض۔ ذات باری کے پر تو تو صرف حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں. چنانچہ شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد ثانی کے خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مظہر صفات الٰہیہ ہیں اور عامہ مخلوق مظہر اسماء الٰہیہ ہے۔ وسید کل مظہر ذات حق ست وظہور حق دروے بالذات ست تو تمام مخلوق ظلال ذات کس طرح ہو گی۔

ارشاد۔ اسماء مظہر صفات ہیں اور صفات مظہر ذات اور مظہر کا مظہر مظہر ہے تو سب خلق مظہر ذات ہے اگرچہ بواسطہ یا بوسائط۔ شیخ کا کلام مظہر ذات بلاواسطہ میں ہے وہ نہیں مگر حضور مظہر اول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لفظ دیکھیے کہ ظہور حق دروے بالذات ست۔

عرض۔ دو شخصوں میں کچھ روپیہ کا جھگڑا تھا چودھری نے صلح کرادی اور مدعی کو مدعا علیہ سے روپے مل گئے اور برادری میں یہ دستور ہے کہ جب چودھری تصفیہ کراتا ہے تو اپنا کچھ حق مقرر کر رکھا ہے وہ لے لیتا ہے چنانچہ اس صلح میں بھی چودھری اپنے حق کا طالب ہوا اس نے دینے سے انکار کیا جب اس نے اصرار کیا تو اس نے سب روپے چودھری کو دے دیئے چودھری نے کہا کہ میں صرف اپنا حق لوں گا سب نہ لوں گا اس نے کہا میں خوشی سے دیتا ہوں چودھری نے وہ سب روپے لے لئے۔ بعد اس واقعہ کے مدعی نے کچہری میں نالش دائر کی کہ مجھے روپیہ نہیں ملا اور دو شخصوں نے جو اس واقعہ میں موجود تھے اور جن کے سامنے روپے دیئے گئے تھے قسم کھا کر شہادت دی کہ اس کو روپے نہیں ملے ان سب کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ مدعی سے چودھری کو روپیہ لینا حرام ہے ہاں اپنی خوشی سے

دے تو مضایقہ نہیں اور مدعی اور گواہوں پر تو یہ فرض ہے کہ جھوٹا دعویٰ کیا اور جھوٹی گواہی دی اور جھوٹی قسم کھائی۔

مؤلف۔ رشوت بھی اپنی خوشی سے دی جاتی ہے بلکہ چودھری نے تو مانگا اور مدعی نے انکار کیا پھر جب چودھری کا بہت اصرار ہوا تھا تو اس نے سب دے دیئے جس سے معلوم ہوا کہ وہ ناخوش تھا اور یہ کہ خوشی سے دیتا ہوں جھوٹ تھا اور رشوت تو بغیر طلب خود دی جاتی ہے پھر یہ کیوں جائز ہوا اور وہ تو حرام ہے ہی اور چودھری کو جو پہلے لینا حرام تھا اس کی وجہ بھی نیت رشوت ہوگی۔

ارشاد۔ انسانی خواہش وہاں تک معتبر ہے جہاں تک نہی شرعی نہ ہو رشوت شرع نے حرام فرمائی ہے وہ کسی کی خوشی سے حلال نہیں ہو سکتی صحیح حدیث میں فرمایا۔ اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی النَّارِ۔ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں چودھری جو صلح ہو جانے پر صلح کرانے کا معاوضہ لیتے ہیں وہ رشوت نہیں ہے بلکہ ایک ناجائز اُجرت ہے جاہلان بیخرد ایسی جگہ حق کا لفظ بولتے ہیں یہاں تک کہ رشوت خوار بھی یہی کہتا ہے کہ ہمارا حق دلوائیے یہ کفر ہے کہ حرام کو حق کہا۔ ورع کا مرتبہ وہی ہے جو تم نے کہا کہ ظاہر انداز سے مظنون ہوتا ہے کہ اس کا یہ دینا حقیقۃً خوشی سے نہ ہوا اگرچہ بظاہر صاف کہہ رہا ہے کہ میں خوشی سے دیتا ہوں مگر شریعت مطہرہ میں زبان مظہر ما فی الضمیر مانی گئی ہے وہ جو کچھ ہے قیاسی دلالت ہے اور یہ کہ خوشی سے دیتا ہوں صریح تصریح ہے اور فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ میں مصرح ہے۔ اَلصَّرِیْحُ یَفُوْقُ الدَّلَالَۃَ۔ صریح کے آگے دلالت نہ لی جائے گی فقہ میں بہت مسائل اس پر مبنی ہیں کہ خانیہ و ہندیہ و در مختار میں ہیں اور تمام کتاب حیل کی بنا

ہی اس پر ہے ورنہ اصل غرض قلبی اس عقد ملفوظ کے مطابق نہیں ہوتی۔

درزی سے کپڑا سلوایا اور اُجرت دینے کا کچھ ذکر نہ آیا اُجرت واجب ہو گئی کہ اس کا پیشہ ہی دلیل اُجرت ہے لیکن اگر اس نے کہدیا تھا کہ میں تم سے اُجرت نہیں چاہتا اب نہیں لے سکتا اگرچہ دوستانہ میں کہا ہو اگرچہ ایسی صورت میں غالباً یہ کہنا دل سے نہیں ہوتا بلکہ محض مروت ولحاظ سے حتی الامکان مسلمان کا حال صلاح پر محمول کرنا واجب ہے تیاس سے ٹھہرا لینا کہ اس نے خوشی سے دینا جھوٹ کہا اس کی طرف تین کبیروں کی نسبت ہے ایک تو جھوٹ دوسرے دھوکا دینا کہ دیا ناراضی سے اور اس پر رضا ظاہر کی تیسرے حرام مال دینا جس کا لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے لہذا اس کا قول واقعیت پر محمول کرینگے

عرض۔ حضور قسم کا کفارہ کچھ نہیں۔

ارشاد۔ اس صورت میں کفارہ کچھ نہیں۔ توبہ ہے۔ کفارہ اس قسم کا ہوتا ہے جو آئندہ کے لئے کسی کام کے کرنے نہ کرنے پر کھائی اور اس کے خلاف کیا گزشتہ پر قسم کھانے سے کفارہ نہیں۔

مؤلف۔ شب جمعہ میں اعلیحضرت مدظلہ کے چھوٹے بھائی مولوی محمد رضا خاں صاحب تشریف لائے اور عرض کیا کہ آج ایک اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ سلطنت بخارا شریف روسیوں سے منتقل ہو کر سلطان المعظم کے زیر اثر آگئی اس پر ارشاد ہوا کہ یہ ایک قدیمی اسلامی سلطنت ہے جہاں بڑے بڑے ائمہ و مجتہدین گزرے ہیں اور جن کے برکات اس وقت تک یہ موجود ہیں کہ ایک وقت میں سب جگہ اذاں ہوتی ہے اور ایک ہی وقت میں نماز ہو کا نداز اور کاروباری لوگ اپنا اپنا کام فوراً چھوڑ کر شامل جماعت ہو جاتے ہیں پھر اسی تذکرۂ سلطنت میں فرمایا کہ میں ایک روز حکیم وزیر علی صاحب کے یہاں

قریب دس بجے دن کے جارہا تھا میری عمر اس وقت جیلانی (اعلیحضرت مدظلہ کے پوتے یعنی ابراہیم رضا خاں) کے برابر تھی (دس سال) کہ سامنے سے ایک بزرگ سفید ریش نہایت شکیل و وجیہہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا سنتا ہے بچے آجکل عبدالعزیز ہے اس کے بعد عبدالحمید اور اس کے بعد عبدالرشید ہوگا اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے چنانچہ اس وقت تک ان بزرگ کا قول بالکل مطابق ہوا ایسے ہی ایک صاحب مسجد کے قریب ملے میرے بچپن کا زمانہ تھا مجھے بہت دیر تک غور سے دیکھتے رہے پھر فرمایا کہ تو رضا علی خاں کا کون ہے۔ میں نے کہا پوتا فرمایا۔ جبھی۔ اور فوراً تشریف لے گئے۔

عرض۔ نماز فرض سے قبل کی سنتیں نہ ملنے سے کیا وہ قضا ہو جاتی ہیں۔

ارشاد۔ اپنے وقت سے قضا سمجھی جائیں گی نہ وقت نماز سے۔

عرض۔ کیا ائمہ مجتہدین میں اختلاف ہے جو ہاتھوں کے باندھنے میں اختلاف ہے کہ بعض سینہ پر اور بعض ناف پر باندھتے ہیں۔

ارشاد۔ خربوزہ کھائیے فالیز سے کیا غرض اس میں نہ پڑیئے جو کچھ ائمہ نے فرمایا مطابق شرع ہے اور جو خلاف کریں تو امام ہی کس بات کے۔ ہر ایک کو امام کی تقلید چاہیئے۔

عرض۔ حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ حاصل ہونے کا کیا طریقہ ہے۔

ارشاد۔ درود شریف کی کثرت شب میں اور سوتے وقت کے علاوہ ہر وقت تکثیر رکھے بالخصوص اس درود شریف کو بعد عشا سو بار یا جتنی بار پڑھ سکے پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَهٗ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ ط۔

حصول زیارت اقدس کے لئے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیم شان اقدس کے لئے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو آگے ان کا کرم بے حد و بے انتہا ہے ؎

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب ۔۔۔ کہ حیف باشد از و غیر او تمنائی

پھر ایک مسئلہ معمولی پیش ہوا جس کے اخیر میں لکھا تھا کہ جواب بحوالہ کتب ارقام فرمایا جائے۔

ارشاد۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں بھی استفتاء پیش ہوتے تھے جن کے جواب فرمادیئے جاتے تھے حوالہ کتب وہاں کہاں تھا اور آج کل مدلل مفصل صفحہ سطر دریافت کرتے ہیں حالانکہ سمجھتے کچھ بھی نہ ہوں۔

عرض۔ حضور ایک استغاثہ پیش کرنا ہے اس کے واسطے کونسا دن مناسب ہے۔

ارشاد۔ اس کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں البتہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جو شخص کسی حاجت کو ہفتہ کے دن صبح کے وقت قبل طلوع آفتاب اپنے گھر سے نکلے تو اس کی حاجت روائی کا میں ضامن ہوں۔

عرض۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر حاجت کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

ارشاد۔ ہاں جائز حاجت ہونا چاہیئے۔

عرض۔ الحمد کے پارے میں ایک جگہ عَذَابٌ عَظِیْمٌ آیا ہے اگر نماز میں الیم پڑھا ہو جائے گی یا نہیں

ارشاد۔ ہاں ہو جائے گی نماز اس غلطی سے جاتی ہے جس سے معنی فاسد ہو جائیں۔

عرض۔ نماز میں اگر بسم اللہ شریف بالجہر نکل جائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ بلا قصد نکل جائے تو خیر ورنہ قصداً مکروہ۔

عرض۔ دو مسجدیں قریب قریب ہیں ایام بارش میں ایک شہید ہو گئی اب اس کا سامان دوسری مسجد میں کہ وہ بھی شکستہ حالت میں ہے لگا سکتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد۔ ناجائز ہے حتّٰی کہ ایک مسجد کا لوٹا بھی دوسری مسجد میں لے جانے کی ممانعت ہے مسلمانوں پر دونوں کا بنانا اور آباد کرنا فرض ہے اور اس قدر قریب بنانے کی ضرورت ہی کیا۔

عرض۔ حضور مسجد کے نام سے چندہ وصول کر کے خود کھا جائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ جہنم کا مستحق ہے۔

عرض۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں پختہ قبر بنوا کر تیار کر رکھے یہ جائز ہے یا ناجائز۔

ارشاد۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا قبر تیار رکھنے کا شرعاً حکم نہیں البتہ کفن سلوا کر رکھ سکتا ہے کہ جہاں کہیں جائے اپنے ساتھ لے جائے اور وہ ہمراہ نہیں رہ سکتی۔

عرض۔ جمعہ وعیدین کا خطبہ مع بسم اللہ جائز ہے۔
ارشاد۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ آہستہ پڑھے اُس کے بعد خطبہ پڑھے۔
عرض۔ اگر نماز کے وقت عمامہ باندھ لے اور سنتوں کے وقت اُتار لے کہ دردسر کا گمان ہے تو جائز ہے یا نہیں۔
ارشاد۔ خیر۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ نہ اُتارے ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستّر جمعہ بغیر عمامہ کے برابر ہے (اسی بیان میں ارشاد ہوا کہ) دردِسر اور بخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو ہوتے تھے ایک ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دردِسر ہوا۔ آپ نے اس شکریہ میں تمام رات نوافل میں گزار دی کہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے مجھے وہ مرض دیا جو انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو ہوتا تھا اللہ اکبر یہاں یہ حالت کہ اگر برائے نام درد معلوم ہوا تو یہ خیال ہوتا ہے کہ جلد نماز پڑھ لیں پھر فرمایا ہر ایک مرض یا تکلیف جسم کے جس موضع پر ہوتی ہے وہ زیادہ کفارہ اسی موقع کا ہے کہ جس کا تعلق خاص اُس سے ہے لیکن بخار۔ وہ مرض ہے کہ تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے جس سے باذنہٖ تعالیٰ تمام رگ رگ کے گناہ نکال لیتا ہے۔ الحمد للہ کہ مجھے اکثر حرارت دردسر رہتا ہے۔
عرض۔ حضور خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی فرقہ وہابیہ تھا۔
ارشاد۔ ہاں یہی وہ فرقہ ہے جسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی تھی اور بحکم امیر المومنین تشریف لے گئے اور اُن سے پوچھا کیا بات امیر المومنین کی تم کو ناپسند آئی انہوں نے کہا واقعہ صفین میں ابو موسیٰ اشعری کو حکم بنایا یہ شرک ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنِ الْحُکْمُ

اِلَّا لِلّٰہِ حکم نہیں مگر اللہ کے لئے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا
اسی قرآن کریم میں یہ آیت بھی تو ہے فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا
مِّنْ اَهْلِهَا زن وشوہر میں خصومت ہو ایک حکم اس کی طرف سے بھیجو ایک
حکم اُس کی طرف سے اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ اُن میں میل
کر دے گا۔ دیکھو وہی طریقۂ استدلال ہے جو وہابیہ کا ہوتا ہے کہ علم
غیب وامداد وغیرہا میں ذاتی وعطائی کے فرق سے آنکھ بند اور نفی کی
آیتوں پر دعویٰ ایمان اور اثبات کی آیتوں سے کفر اس جواب کو سن کر
اُن میں سے پانچ ہزار تائب ہوئے اور پانچ ہزار کے سر پر موت سوار
تھی وہ اپنی شیطنت پر قائم رہے امیر المومنین نے اُن کے قتل کا حکم
فرمایا۔ امام حسن وامام حسین اور دیگر اکابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اُن کے قتل
میں تامل ہوا کہ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن بھر تلاوت میں بسر کرتی ہے ہم
کیونکر ان پر تلوار اٹھائیں مگر امیر المومنین کو تو حضور عالم ماکان وما یکون صلی
اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی تھی کہ نماز روزہ وغیرہ ظاہری اعمال کے بشدت
پابند ہوں گے باایں ہمہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے
قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں سے نیچے نہیں اُترے گا امیر المومنین
کے حکم سے لشکر اُن کے قتل پر مجبور ہوا عین معرکہ میں خبر آئی کہ وہ نہر
کے اُس پار اُتر گئے امیر المومنین نے فرمایا واللہ اُن میں سے دس پار نہ
جانے پائیں گے سب اسی طرف قتل ہوں گے جب سب قتل ہو چکے امیر المومنین
نے لوگوں کے دلوں سے اُن کے تقویٰ وطہارت وتہجد وتلاوت کا وہ خدشہ
دفع کرنے کے لئے فرمایا تلاش کرو اگر ان میں لوا لنڈیہ پایا جائے تو تم
نے بدترین اہل زمین کو قتل کیا اور اگر وہ نہ ہو تو تم نے بہترین اہل زمین کو

قتل کیا تلاش کیا گیا لاشوں کے نیچے نکلا جس کا ایک ہاتھ پستانِ زن کے مشابہ تھا امیرالمؤمنین نے تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجا لائے اور لشکر کے دل کا شبہ اس غیب کی خبر بتانے اور مطابق آنے سے زائل ہو گیا کسی نے کہا حمد ہے اُسے جس نے اُن کی نجاست سے زمین کو پاک کیا امیرالمؤمنین نے فرمایا کہ کیا یہ سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ختم ہو گئے ہرگز نہیں ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں کچھ باپ کی پیٹھ میں۔ جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہو گا دوسرا سر اٹھائے گا حتّٰی یخرج اٰخرھم مع الدّجال۔ یہاں تک کہ اُن کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا یہی وہ فرقہ ہے کہ ہر زمانہ میں نئے سنگ نئے نام سے ظاہر ہوتا رہا اور اب اخیر وقت میں وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا ان کی جو جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمائی ہیں سب ان میں موجود ہیں۔ تحقرون صلاتکم عند صلاتھم وصیامکم عند صیامھم واعمالکم عند اعمالھم تم اُن کی نماز کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانو گے اور اُن کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو اور ان کے اعمال کے آگے اپنے اعمال کو یقرءون القراٰن لا یجاوز تراقیھم قرآن پڑھیں گے اُن کے گلوں سے نیچے نہ اُترے گا یقولون من قولِ خیرِ البریّہ بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو یا من قولِ خیرِ البریّہ بات بات پر حدیث کا نام لیں گے اور حال یہ ہو گا کہ یمرقون من الدّین کما یمرق السّھم من الرّمیّۃ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے سیماھم التحلیق اُن کے یہ علامت ہے کہ ان میں سے اکثر سر مونڈے مُشَمِّرِی الْاُزُرِ گھٹنی ازاروں والے ان کے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کو سر منڈانے

میں یہاں تک غلو تھا کہ عورت اُس کے دین ناپاک میں داخل ہوتی اُس کا بھی سر منڈا دیتا کہ یہ زمانۂ کفر کے بال ہیں انہیں دُور کر یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا جو مرد تمہارے دین میں آتے ہیں اُن کے داڑھیاں منڈوایا کرو کہ وہ بھی تو زمانہ کفر کے بال ہیں اُس وقت سے باز آیا اور اب وہابیہ کو دیکھے اُن میں اکثر وہی سر منڈائے اور گھٹنے پائچے والے ہیں (اسی سلسلے میں ارشاد فرمایا کہ) غزوہ حنین میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو غنائم تقسیم فرمائے اُس پر ایک وہابی نے کہا کہ میں اس تقسیم میں عدل نہیں پاتا کیونکہ کسی کو زیادہ کسی کو کم عطا فرمایا اس پر فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں فرمایا کہ اسے رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں (وہابیہ کی طرف اشارہ فرمایا) اُس سے فرمایا افسوس اگر میں تجھ پر عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا اور فرمایا اللہ رحم فرمائے میرے بھائی موسیٰ پر کہ اس سے زائد ایذا دیئے گئے علما فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اُس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد دہش سے زائد تھی جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور عطا فرمارہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب سب اموال تقسیم ہولئے ایک اعرابی نے ردائے مبارک بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ وپشت مبارک پر اُس کا نشان بن گیا اُس پر اتنا فرمایا اے لوگو جلدی نہ کرو واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے حق ہے اے مالک عرش کے نائب اکبر قسم ہے اُس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور ہی

کی عطا ہیں دونوں جہان حضور کی عطا سے ایک حصہ ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا ۝ وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بے شک دنیا و آخرت حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم ماکان و مایکون حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وعلیٰ آلک وصحبک وبارک وکرم۔

ایک روز بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام حاضر ہیں ایک شخص آیا اور کنارہ مجلس اقدس پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور جا کر دیکھا وہ نہایت خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہا ہے صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اٹھا کہ ایسے نمازی کو عین نماز کی حالت میں قتل کریں واپس حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا۔ ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور انہیں بھی وہی واقعہ پیش آیا حضور نے پھر ارشاد فرمایا کون ہے کہ اسے قتل کرے مولیٰ علی اُٹھے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں۔ فرمایا ہاں تم۔ اگر تمہیں ملے مگر تم اُسے نہ پاؤ گے یہی ہوا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ جبتک جائیں وہ نماز پڑھ کر چلتا ہوا۔ ارشاد فرمایا اگر تم اُسے قتل کر دیتے تو اُمت پر سے بڑا فتنہ اُٹھ جاتا یہ تھا وہابیہ کا باپ جس کی ظاہری ومعنوی نسل آج دنیا کو گندہ کر رہی ہے اُس نے مجلس اقدس کے کنارے پر کھڑے ہو کر ایک نگاہ سب پر کی اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا تھا کہ مجھ جیسا ان میں ایک بھی نہیں یہ غرور تھا اُس خبیث کو اپنی نماز وتقدس پر اور نہ جانا کہ نماز ہو یا کوئی عمل صالح وہ سب اس سرکار کی غلامی وبندگی کی فرع ہے جبتک اُن کا غلام نہ ہولے کوئی بندگی کام نہیں

دے سکتی ہے ولہذا قرآن عظیم میں ان کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مقدم رکھا کہ فرمایا لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۔ تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ و رسول پر اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح شام اللہ کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے اُس کے تعظیم رسول مقبول نہیں اُس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بے اُس کے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہیں یوں تو عبداللہ تمام جہان ہے مگر سچا عبداللہ وہ ہے جو عبد مصطفےٰ ہے ورنہ عبد شیطان ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مؤلف۔ ایک روز مولوی سعید احمد ابن مولوی فتح محمد صاحب تائب لکھنوی اعلیحضرت مدظلہٗ سے آکر دست بوس ہوئے اور قربانی کی کھال کے بارے میں دریافت کیا کہ مدارس میں دی جا سکتی ہیں یا نہیں۔ ارشاد ہوا بلاشبہ ان کا صرف مدرسہ میں جائز ہے۔ مولوی صاحب نے صاحب ہدایہ کا قول نقل کیا کہ اُن کے نزدیک قربانی کی کھال بیچنے سے اُس کی قیمت کا صدقہ واجب ہو جاتا ہے اور صدقات واجبہ کا مصرف مصرف زکوٰۃ ہے اور مصرف زکاۃ میں تملیک فقیر اشرط ہے اس پر ارشاد فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ تموّل کے لئے بیچے کہ وہ بوجہ تقرب صالح تموّل نہ رہی بخلاف اُس صورت کے کہ فی سبیل اللہ مصارف خیر میں صرف کے لئے بیچے کہ یہ بھی قربت ہے اور یہاں قربت ہی مقصود ہے علاوہ بریں مدارس میں دینا بیچنا ہی نہیں ضرور ہے اگر کھالیں مدارس میں بھیج دیتے ہیں اور کھال تو غنی کو بھی دے سکتا ہے پھر مدرسہ دینیہ نے کیا قصور کیا ہے اُس وقت مولانا مولوی حسنین رضا خاں صاحب بھی حاضر خدمت تھے انہوں

نے عرض کی کہ جب صدقات واجبہ میں تملیک شرط ہے تو زکوٰۃ اور ایسے صدقات مدارس میں کیونکر صرف کئے جاسکیں گے۔

ارشاد۔ مہتمم کو چاہیئے کہ زکوٰۃ وصدقات واجبہ کی رقوم سے ضرورت پر طلبا کو کتابیں خرید دے اور انہیں مالک بنا دے یا یہ کہ جو کھانا طلبا کو مدرسہ سے بطریق اباحت دیا جاتا ہے۔ طلبا کو پہلے روپیہ دے کر مالک بنا دے پھر وہ روپیہ مہتمم کو واپس کریں اور کھانے میں شریک ہو جائیں البتہ مدرسین کی تنخواہ وغیرہ میں یہ روپیہ صرف کرنا جائز نہیں۔

عرض۔ حضور اگر قرآن عظیم صندوق میں بند ہو اور ریل کا سفر یا کسی دوسری سواری میں سفر کر رہا ہے اور تنگی جگہ کے باعث مجبور ہے تو ایسی صورت میں صندوق نیچے رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ ہرگز نہ رکھے انسان خود مجبوریاں پیدا کر لیتا ہے ورنہ کچھ دشوار نہیں جس کے دل میں قرآن عظیم کی عظمت ہے وہ ہر طرح سے اس کی تعظیم کا خیال رکھے گا۔

عرض۔ وقت عصر میں کراہت کس وقت آتی ہے۔

ارشاد۔ غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل تک کراہت نہیں یعنی سلام کے بعد بیس منٹ غروب میں باقی رہیں اس کے بعد کراہت ہے کہ اس وقت تخمینی میں آفتاب پر نگاہ جمنے لگتی ہے۔

عرض۔ ایک شخص نے نماز میں سورۂ ذِلزَال وَعَادِیَات پڑھیں اور اَثقال اور مُحَدِّث کی ث کو س کے مخرج سے ادا کیا اور اُوحیٰ کی ح کو ہ اور ضَبحًا کے ض کو دمغم بھی نہیں پڑھا بلکہ مرتجع دَبحًا پڑھا اور حُصِّلَ کے ص کو مشابہ س تو اس صورت میں اعادۂ نماز ہو گا یا نہیں۔

ارشاد۔ نماز نہ ہوئی پھر پڑھے۔

عرض۔ بعض حاضرین نے عرض کیا کہ حضور دنیوی مکروہات نے ایسا گھیرا ہے کہ روز ارادہ کرتا ہوں آج قضا نمازیں ادا کرنا شروع کر دوں گا مگر نہیں ہوتا کیا یوں ادا کروں کہ پہلے تمام نمازیں فجر کی ادا کر لوں پھر ظہر کی پھر اور اوقات کی تو کوئی حرج ہے مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے۔

ارشاد۔ قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں نہ معلوم کس وقت موت آجائے کیا مشکل ہے ایک دن کی بیس رکعت ہوتی ہیں (یعنی فجر کے فرضوں کی دو رکعت اور ظہر کی چار اور عصر کی چار اور مغرب کی تین اور عشا کی سات رکعت یعنی چار فرض تین وتر) ان نمازوں کو سوائے طلوع و غروب و زوال کے (کہ اس وقت سجدہ حرام ہے) ہر وقت ادا کر سکتا ہے اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کرلے پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا کی یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے اور ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کرے کاہلی نہ کرے جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ نیت ان نمازوں کی اس طرح ہو مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے پہلے جو فجر مجھ سے قضا ہوئی ہر دفعہ یہی کہے یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرے جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اُس کے لئے صورت تخفیف اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے الحمد شریف کے تین بار سبحٰن اللہ کہے اگر ایک بار بھی کہہ لے گا تو

فرض ادا ہو جائے گا نیز تسبیحات رکوع و سجود میں صرف ایک ایک بار سبحٰن رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اور سبحٰن رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ لینا کافی ہے تشہد کے بعد دونوں درود شریف کے بجائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وتروں میں بجائے دعائے قنوت رَبِّ اغْفِرْ لِیْ کہنا کافی ہے طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل نماز ادا کر سکتا ہے اس سے پہلے یا اس کے بعد ناجائز ہے ہر ایسا شخص جس کے ذمہ نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا) اگر کسی شخص کے ذمہ تیس۳۰ یا چالیس سال کی نمازیں واجب الادا ہیں اُس نے اپنے اُن ضروری کاموں کے علاوہ جن کے بغیر گزر نہیں کاروبار ترک کر کے پڑھنا شروع کیا اور پکا ارادہ کر لیا کہ کل نمازیں ادا کر کے آرام لوں گا اور فرض کیجئے اسی حالت میں ایک مہینہ یا ایک دن ہی کے بعد اُس کا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے اس کی سب نمازیں ادا کر دے گا قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ جو اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اُسے راستہ میں موت آ جائے تو اُس کا ثواب اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہو چکا یہاں مطلق فرمایا گھر سے اگر ایک ہی قدم نکالا اور موت نے آلیا تو پورا کام اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اور کامل ثواب پائے گا وہاں نیت دیکھتے ہیں سارا دار و مدار حسنِ نیت پر ہے۔

عرض۔ حضور جب رسل و ملائکہ معصوم ہیں تو اُن کو علیہ الصلاۃ والسلام کہہ کر ایصال ثواب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

ارشاد۔ اول تو علیہ الصلوٰۃ والسلام ایصال ثواب نہیں بلکہ اظہار تعظیم ہے اور اُن پر نزول درود و سلام کی دعا اور ہو بھی تو ملتگہ زیادتِ ثواب سے مستغنی نہیں حضرت ایوب علیہ الصلاۃ والسلام غسل فرما رہے تھے رب العزت تبارک وتعالیٰ نے سونے کا مینہ اُن پر برسایا آپ چادر مبارک پھیلا کر سونا اٹھانے لگے ندا آئی اے ایوب کیا ہم نے تمہیں اس سے غنی نہ کیا عرض کرتے ہیں بے شک تو نے غنی کیا ہے لیکن تیری برکت سے مجھے کسی وقت غنا نہیں (اسی تذکرے میں فرمایا کہ ایک صاحب سادات کرام سے اکثر میرے پاس تشریف لاتے اور غربت وافلاس کے شاکی رہتے ایک مرتبہ بہت پریشان آئے میں نے اُن سے دریافت کیا کہ جس عورت کو باپ نے طلاق دے دی ہو کیا وہ بیٹے کو حلال ہوسکتی ہے فرمایا نہیں میں نے کہا حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جن کی آپ اولاد میں ہیں۔ تنہائی میں اپنے چہرۂ مبارک پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا اے دنیا کسی اور کو دھوکا دے میں نے تجھے طلاق دی جس میں کبھی رجعت نہیں پھر سادات کرام کا افلاس کیا تعجب کی بات ہے۔ سید صاحب نے فرمایا واللہ میری تسکین ہوگئی وہ اب زندہ موجود ہیں اُس روز سے کبھی شاکی نہ ہوئے۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب جیپوری۔ حضور حاجی عبدالجبار صاحب کو اکثر اوقات پریشانی رہتی ہے۔

ارشاد۔ لاحول شریف کی کثرت کریں یہ ۹۹ بلاؤں کو دفع کرتی ہے اُن میں سب سے آسان تر پریشانی ہے اور ۶۰ بار پڑھ کر پانی پر دم کرکے روز پی لیا کریں۔

عرض۔ برکت رزق کی کوئی دعا حضور ارشاد فرمائیں میں آجکل بہت

پریشان ہوں۔

ارشاد۔ ایک صحابی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیرلی۔ فرمایا کیا وہ تسبیح تمہیں یاد نہیں جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے روزی دیجاتی ہے۔ خلق دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل خوار ہوکر طلوع فجر کے ساتھ سو بار کہا کر سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اُن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات دن گزرے تھے کہ خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی حضور دُنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی میں حیران ہوں کہاں اٹھاؤں کہاں رکھوں اس تسبیح کا آپ بھی ورد رکھیں حتی الامکان طلوع صبح صادق کے ساتھ ہو ورنہ صبح سے پہلے جماعت قائم ہوجائے تو اُس میں شریک ہوکر بعد کو عدد پورا کیجئے اور جس دن قبل نماز بھی نہ ہوسکے تو خیر طلوع شمس سے پہلے۔

مؤلف۔ مصر کے میناروں کا تذکرہ ہوا اس پر فرمایا۔

ارشاد۔ ان کی تعمیر حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلاۃ والسلام سے چودہ ہزار برس پہلے ہوئی نوح علیہ السلام کی اُمت پر جس روز عذاب طوفان نازل ہوا ہے پہلی رجب تھی بارش بھی ہورہی تھی اور زمین سے بھی پانی اُبل رہا تھا بحکم رب العٰلمین نوح علیہ السلام نے ایک کشتی تیار فرمائی جو ۱۰ رجب کو تیرنے لگی اس کشتی پر ۸۰ آدمی سوار تھے جس میں دو نبی تھے (حضرت آدم و حضرت نوح علیہ السلام) حضرت نوح علیہ السلام نے اس کشتی پر حضرت آدم علیہ السلام کا تابوت رکھ لیا تھا اور اس کے ایک جانب مرد اور دوسری جانب عورتوں کو بٹھایا تھا پانی اس پہاڑ سے جو سب سے بلند تھا ۴۰ ہاتھ اونچا ہوگیا تھا دسویں محرم کو چھ ماہ کے بعد سفینہ مبارکہ جودی

پہاڑ پر ٹھہرا سب لوگ پہاڑ سے اترے اور پہلا شہر جو بسایا اس کا سوق الثمانین نام رکھا یہ بستی جبل نہاوند کے قریب متصل موصل واقع ہے اس طوفان میں دو عمارتیں مثل گنبد و منارہ باقی رہ گئی تھیں جنھیں کچھ نقصان نہ پہنچا اس وقت روئے زمین پر سوائے ان کے اور عمارت نہ تھی۔ امیر المومنین حضرت مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے انہیں عمارتوں کی نسبت منقول ہے بنی الھرمان النسر فی سرطان یعنی دونوں عمارتیں اس وقت بنائی گئیں جب ستارۂ نسر نے برج سرطان میں تحویل کی تھی۔ نسر دو ستارے ہیں نسر واقع و نسر طائر اور جب مطلق بولتے ہیں تو اس سے نسر واقع مراد ہوتا ہے ان کے دروازہ پر ایک گدھ کی تصویر ہے اور اس کے نیچہ میں گنگھچ جس سے تاریخ تعمیر کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ کہ جب نسر واقع برج سرطان میں آیا اس وقت یہ عمارت بنی جس کے حساب سے بارہ ہزار چھ سو چالیس سال ساڑھے آٹھ مہینے ہوتے ہیں کہ ستارہ چونسٹھ برس قمری سات مہینے ستائیس دن میں ایک درجہ طے کرتا ہے اور اب برج جدی کے سولھویں درجہ میں ہے تو جب سے چھ برج ساڑھے پندرہ درجے سے زائد طے کر گیا۔ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی تخلیق سے بھی تقریباً پونے چھ ہزار برس پہلے کے بنے ہوئے ہیں کہ ان کو آفرینش کو سات ہزار برس سے کچھ زائد ہوئے لاجرم یہ قوم جن کی تعمیر ہے کہ پیدائش آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے ساٹھ ہزار برس زمین پر رہ چکی ہے۔

عرض۔ حضور انہیں ۸۰ انسانوں کی اولاد ہو کر دنیا بڑھی۔

ارشاد۔ پسماندگان طوفان سے کسی کی نسل نہ بڑھی صرف نوح علیہ السلام کی نسل تمام دنیا میں ہے قرآن عظیم فرماتا ہے وجعلنا ذریتہ ھم الباقین اسی لئے انہیں آدم ثانی کہتے ہیں۔

عرض۔ کیا حضرت نوح علیہ السلام نے دنیا میں ایک ہزار برس قیام فرمایا۔

ارشاد۔ نہیں بلکہ تقریباً سولہ سو برس تک تشریف فرما رہے۔

عرض۔ حضور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بھی حج فرض ہوا تھا۔

ارشاد۔ ان پر فرضیت کا حال خدا جانے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام حج کرتے رہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پر اڑتا جا رہا تھا جب کعبہ معظمہ سے گزرا تو کعبہ رویا اور بارگاہ احدیت میں عرض کی کہ ایک نبی تیرے انبیا سے اور ایک لشکر تیرے لشکروں سے گزرا نہ مجھ میں اترا نہ نماز پڑھی اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا نہ رو میں تیرا حج اپنے بندوں پر فرض کروں گا جو تیری طرف ایسے ٹوٹیں گے جیسے پرند اپنے گھونسلے کی طرف اور ایسے روتے ہوئے دوڑیں گے جس طرح اونٹنی اپنے بچہ کے شوق میں اور تجھ میں نبی آخر الزماں کو پیدا کروں گا جو مجھے سب انبیا سے زیادہ پیارا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عرض۔ غرور بالفتح اور غرور بالضم میں کیا فرق ہے۔

ارشاد۔ غرور بالفتح فریبی اور بالضم فریب۔

عرض۔ زید اپنے عیال و اطفال کو اپنے بھانجے یا بھتیجے کی نگرانی میں چھوڑ کر خود باہر چلا گیا اس کے چلے جانے کے بعد عورت کے بچہ پیدا ہوا اس کی اطلاع خاوند کو دی گئی اس نے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ جب واپس آیا تب بھی محض خاموش رہا نہ کچھ کہا نہ سنا اور پھر باہر چلا گیا۔ پھر ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کی خبر کی اطلاع دینے پر اس نے جواب لکھا کہ تم میری عورت پر تہمت لگاتے ہو اس صورت میں اولاد حرامی ہوگی یا نہیں۔

ارشاد۔ تاوقتیکہ چار مرد مسلمان آزاد عادل گواہان ثبوت اس طرح دیکھے

کی گواہی نہ دیں جیسے سرمہ دانی میں سلائی ان کی شہادت شریعت مطہرہ میں قابل سماعت نہ ہوگی۔

عرض۔ حضور عہد رسالت میں کوئی ایسا واقعہ گزرا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ عہد رسالت اقدس میں زنا کا ثبوت گواہوں سے کبھی نہیں ہوا البتہ دو بار یہ ہوا کہ مجرموں نے خود اقرار کرلیا پہلا واقعہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوسرا ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دونوں مجرم بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور شرعی سزا کے خواستگار ہوئے کہ ہم پاک ہو جائیں دونوں کو سنگسار کیا گیا جس وقت حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنگسار کیا آپ بھاگے لیکن سنگساریوں نے پکڑ کر قتل کر دیا اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کل واقعہ بیان کیا فرمایا تم نے چھوڑ کیوں نہیں دیا جب وہ بھاگا تھا اور فرمایا اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر تمام شہر پر تقسیم کی جائے سب کو کافی ہو۔ صحابہ کرام میں سے ایک صاحب نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کچھ برے الفاظ فرمائے اس پر ارشاد ہوا برا نہ کہو میں دیکھتا ہوں کہ وہ جنت کی نہروں میں غوطہ لگا رہا ہے اسی طرح صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے جرم کا خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اقرار کیا اور سزا کی خواستگار ہوئیں ارشاد فرمایا تیرے پیٹ میں حمل ہے بعد وضع حمل آنا بعد فراغ حمل بچہ کو لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اس بچہ کو اب کیا کروں فرمایا اس کو دودھ پلاؤ یہ ارشاد عالی سن کر وہ بی بی واپس گئیں اور دو برس بعد بچہ کو لے کر حاضر ہوئیں بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ عرض کی حضور اب یہ روٹی خود کھاتا ہے۔ بچہ لے کر رجم فرمایا۔

عرض۔ کیا حضور حد شرعی سے پاک ہو جاتا ہے۔

ارشاد۔ حد سے پاک ہوجاتا ہے اور قصاص سے نہیں ہوتا خون ناحق کرنے والے پر تین حق ہیں ایک مقتول کے اعزا کا دوسرا مقتول کا تیسرا رب العزۃ تبارک وتعالیٰ کا جن میں سے اعزا کا حق قصاص لینے سے ادا ہوجاتا ہے اور دو حق باقی رہتے ہیں۔

عرض۔ اس شخص پر جو قصاص میں قتل کیا گیا نماز پڑھی جائے۔

ارشاد۔ ہاں خودکشی کرنے والے اور اپنے ماں باپ کو قتل کرنے والے اور باغی ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا ان کے جنازہ کی نماز نہیں۔

عرض۔ ایک صاحب نے ایک وہابی کے جنازہ کی نماز پڑھی ایسے شخص کے کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز نہیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔

عرض۔ اگر امام منبر چھوڑ کر خطبہ پڑھے اور جب کہا جائے تو کہے کوئی حرج نہیں اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں۔

ارشاد۔ خلاف سنت ہے امام کو سمجھانا چاہیئے نماز ہوگئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں برسوں کے بعد منبر شریف بنا اکثر ستون کے سہارے حضور نے خطبہ فرمایا ہے۔

عرض۔ حضور نمازی کے سامنے سے نکلنے کے لئے کتنا فاصلہ درکار ہے۔

ارشاد۔ خاشعین کی سی نماز پڑھے کہ قیام میں نظر موضع سجود پر جمائی تو نظر کا قاعدہ ہے جہاں جمائی جائے اس سے آگے کچھ بڑھتی ہے میرے تجربہ میں یہ جگہ تین گز ہے یہاں تک نکلنا مطلقاً جائز نہیں۔ اس سے باہر باہر صحرا اور بڑی مسجد میں نکل سکتا ہے۔ مکان اور چھوٹی مسجد میں دیوار قبلہ تک

سامنے سے نہیں جاسکتا فقہائے کرام نے جس کو بڑی مسجد فرمایا ہے یہاں کوئی نہیں سوائے مسجد خوارزم کے جس کا ایک ربع چار ہزار ستون پر ہے بڑی مسجد ہے یا مسجد حرام شریف میں نمازی کے سامنے طواف جائز ہے کہ وہ بھی مثل نماز عبادت ہے (اسی سلسلہ میں فرمایا کہ) اگر کوئی شخص تنہا اپنے گھر یا مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرا شخص دستک دے یا مسجد میں نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہتا ہو تو نمازی اس کو آگاہ کرنے کی غرض سے بالجہر لا الٰہ الا اللہ کہدے اور اگر نماز میں بچہ سامنے آکر بیٹھ جائے تو اس کو ہٹادے اور اگر تخت پر پڑھ رہا ہو اور بچہ کے گر جانے کا احتمال ہو تو اس کو گود میں اٹھالے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اُمامہ بنتِ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گود میں لے کر نماز پڑھی ہے اگر بچے کے کپڑے یا بدن میں نجاست لگی ہے اور وہ اس قابل ہے کہ گود میں خود رُک سکتا ہے تو نماز جائز ہے کہ بچہ حامل نجاست ہے ورنہ نماز نہ ہوگی کہ اب یہ خود حامل نجاست ہوا۔

عرض۔ جھوٹے مدعی نبوت سے معجزہ طلب کیا جاسکتا ہے۔

ارشاد۔ اگر مدعی نبوت سے اس خیال سے کہ اس کا عجز ظاہر ہو معجزہ طلب کرے تو حرج نہیں اور اگر تحقیق کے لئے معجزہ طلب کیا کہ یہ معجزہ دکھا بھی سکتا ہے یا نہیں تو فوراً کافر ہوگیا (اسی تذکرہ میں فرمایا کہ) مباحثہ میں لوگ یہ شرط کرلیتے ہیں کہ جو ساکت ہوجائے گا کہ وہ دوسرے کا مذہب اختیار کرے گا یہ سخت حرام اور اشد حماقت ہے ہم اگر کسی سے لاجواب بھی ہوجائیں تو مذہب پر کوئی الزام نہیں کہ ہمارے مقدس مذہب کا مدار ہم پر نہیں ہم انسان ہیں اس وقت جواب خیال میں نہ آیا۔

مؤلف ۔ اس وقت مولٰنا مولوی نعیم الدین صاحب اور مولانا مولوی ظفر الدین صاحب اور مولٰنا مولوی احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی اور مولٰنا مولوی احمد علی صاحب میرٹھی و مولٰنا مولوی رحم الٰہی صاحب ناظم انجمن اہل سنت و مدرس مدرسہ اہل سنت و مولٰنا مولوی امجد علی صاحب مدرس مدرسہ اہلِ سنت و مہتمم مطبع اہل سنت وغیرہ حضرات علمائے کرام حاضر خدمت تھے انجمن کے آریہ ناریہ کے مقابل جلسے ہو رہے تھے یہ سب حضرات جلسہ مناظرہ سے مظفر و منصور واپس آئے تھے رامچندر مناظر آریہ کی چرب زبانی اور بیحیائی کا ذکر ہو رہا تھا کہ بات سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتا بے حیائی سے کچھ نہ کچھ کہے ضرور جاتا ہے اس پر ارشاد فرمایا سخت غلطی ہے کہ ایسوں سے زبانی بات چیت ہو اس کا حاصل یہی ہوتا ہے۔

کہ وہ کچھ نہ کچھ بکے جائیگا

جس سے لوگ جانیں کہ بڑا مقرر ہے برابر جواب دے رہا ہے انسان میں یہ قوت نہیں کہ زبان بند کردے بے حیا کفار اللہ عزوجل کے حضور نہ چوکیں گے وہاں بھی زبان چلی ہی جائے گی یہاں تک کہ مونھ پر مُہر فرمائی جائے گی اور اعضا کو حکم ہوگا بول چلو الیوم نختم علی افواھھم و تکلمنا ایدیھم و تشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون تو ایسوں سے ہمیشہ تحریری گفتگو ہونا چاہیئے کہ مکرنے بدلنے بچلنے کی گلی نہ رہے بہت دھوکا ہوتا ہے کہ وہابیہ وغیرہ سے فرعی مسائل میں گفتگو کر بیٹھتے ہیں۔ وہابی غیر مقلد قادیانی وغیرہ تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ اصول چھوڑ کر فرعی مسائل میں گفتگو ہو انہیں ہرگز یہ موقع نہ دیا جائے ان سے یہی کہا جائے کہ تم اسلام کے دائرہ میں آلو اپنا مسلمان ہونا تو ثابت کرلو پھر فرعی مسائل میں

گفتگو کا حق ہوگا۔

عرض۔ مصافحہ واپسی کے وقت کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

ارشاد۔ نہیں اصحاب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب آپس میں ملتے تھے مصافحہ فرماتے اور جب رخصت ہوتے معانقہ کرتے۔

عرض۔ معانقہ ایک جانب یا دونوں سے کرے۔

ارشاد۔ ایک طرف سے بھی ہو جائے گا لیکن عرب شریف میں دونوں طرف سے کرتے ہیں۔

عرض۔ نماز جمعہ یا عیدین یا بعد صلاۃ پنجگانہ مصافحہ کرنا کیسا ہے۔

ارشاد۔ جائز ہے نسیم الریاض میں ہے الاصح انھا بدعۃ مباحۃ۔

عرض۔ اذان میں نام اقدس لیتے وقت روضۂ منورہ کی طرف مونھ کر سکتا ہے۔

ارشاد۔ خلاف سنت ہے سوائے حی علی الصلوٰۃ اور حی الفلاح کے اور کسی کلمہ پر کسی طرف مونھ نہیں پھیر سکتا یا خطبہ میں عزجلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے یہ قلبی محبت نہیں۔ قلبی محبت وہی ہے کہ شریعت کے دائرہ میں رہے اس میں اپنی اصلاح کی مداخلت نہ کرے البتہ خطبہ میں اگر کلمہ شریف خطیب پڑھے تو رفع سبابہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

عرض۔ گناہ صغیرہ وکبیرہ میں کیا فرق ہے۔

ارشاد۔ گناہ کبیرہ سات سو ہیں ان کی تفصیل بہت طویل اللہ کی معصیت جس قدر ہے سب کبیرہ ہے۔ اگر صغیرہ وکبیرہ کو علیحدہ شمار کرایا جائے تو لوگ صغائر کو ہلکا سمجھیں گے وہ کبیرہ سے بھی بدتر ہو جائے گا جس گناہ کو ہلکا جان کر کرے گا وہی کبیرہ ہے ان کے امتیاز کے لئے صرف اس قدر کافی ہے کہ فرض کا ترک کبیرہ ہے اور واجب کا صغیرہ جو گناہ بے باکی اور

اصرار سے کیا جائے کبیرہ ہے۔

عرض۔ کون کون عورتیں غیر محرم کے یہاں جا سکتی ہیں۔

ارشاد۔ مریضہ۔ غاسلہ۔ قابلہ کا غیر محرم کے یہاں جانا جائز ہے۔ عرض (لا مذہب کو مسلمان کرنے کا کیا طریقہ ہے) ارشاد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اللہ ایک ہے۔ آسمان سے پانی اتارنے والا ایک اللہ ہے زمین سے کھیتی اگانے والا۔ ایک اللہ ہے جلانے والا۔ ایک اللہ ہے مارنے والا۔ ایک اللہ ہے روزی دینے والا۔ ایک اللہ ہے۔ ایک اللہ کی پوجا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہیں۔ لوگ اللہ کے سوا جن جن کو پوجتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں اللہ نے اپنے بندوں کو سچا راستہ دکھانے کے لئے اپنے نیک بندے بھیجے جنہیں نبی اور رسول کہتے ہیں وہ جو کچھ خدا کے پاس سے لائے وہ سب حق ہے میں ان نبیوں اور کتابوں پر ایمان لایا ان میں سب سے بڑے اور سب کے سردار محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں وہ جو کچھ اللہ کے پاس سے لائے سب صحیح ہے۔ میرا دین مسلمانوں کا دین ہے مسلمانوں کا دین سچا ہے مسلمانوں کے دین کے سوا اور دین جتنے ہیں سب جھوٹے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عرض۔ وسوسہ کے دفع کے لئے کیا پڑھے۔

ارشاد۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ پڑھنے سے فوراً وسوسے دفع ہو جاتے ہیں بلکہ صرف اٰمنت باللہ و رسولہ ہی کہنے سے دور ہو جاتے ہیں۔

عرض۔ اگر ریا کے لئے نماز روزہ رکھا تو فرض ادا ہو گا یا نہیں۔

ارشاد۔ (معاذ اللہ) فقہی نماز روزہ ہو جائے گا کہ مفسدہ نہ پایا گیا ثواب

نہ ملے گا بلکہ عذاب نار کا مستحق ہوگا روز قیامت اس سے کہا جائے گا اور فاجر اور غادر اور خاسر اور کافر تیرا عمل حبط ہوا اپنا اجر اس سے مانگ جس کے لئے کرتا تھا یہی ایک برائی ریا کی مذمت کو کافی ہے۔

عرض۔ تبارک بعد مرنے ہی کے ہو سکتا ہے یا زندگی میں بھی کر سکتا ہے اور مقدار سوا من صحیح ہے۔

ارشاد۔ ہر سال کریں یا ایک ہی سال تبارک شریف سے مقصود ایصال ثواب ہے اور شریعت میں اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں جتنا ہو اور جب ہو پاک مال اور خالص نیت سے اللہ کے لئے ہو مرنے کے بعد ہو یا زندگی میں ہر سال کریں کوئی حرج نہیں بلکہ مقرر کر کے موقوف کرنا نہ چاہیئے اس کے فوائد بے شمار ہیں اس میں سورۂ تبارک شریف پڑھی جاتی ہے اس سورۂ کریمہ کی برابر عذاب قبر سے بچانے والی اور راحت پہنچانے والی کوئی چیز نہیں اگر اس کے پڑھنے والے کے پاس ملائکہ عذاب آنا چاہتے ہیں تو ان کو روکتی ہے نہ دوسری طرف سے آنا چاہتے ہیں تو ادھر حائل ہوتی ہے اور فرماتی ہے کہ اس کے پاس نہ آؤ یہ مجھے پڑھتا تھا فرشتے عرض کرتے ہیں ہم اس کے حکم سے آئے ہیں جس کا تو کلام ہے تو فرماتی ہے کہ ٹھہر جاؤ جب تک میں واپس نہ آؤں اس کے پاس نہ آنا اور بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر اپنے پڑھنے والے کی مغفرت کے لئے ایسا جھگڑتی ہے کہ مخلوق کو ایسا جھگڑنے کی طاقت نہیں انتہا یہ کہ اگر مغفرت میں تاخیر ہوتی ہے عرض کرتی ہے وہ مجھے پڑھتا تھا اور تو نے اسے نہ بخشا اگر میں تیرا کلام نہیں تو مجھے اپنی کتاب میں سے چھیل دے اس پر ارشاد باری ہوتا ہے جا ہم نے اسے بخشا وہ فوراً جنت میں جاتی ہے اور وہاں سے ریشمی کپڑے اور آرام تکئے اور پھول اور خوشبوئیں لے کر قبر میں آتی ہے اور فرماتی ہے مجھے

آنے میں دیر ہوئی تو گھبرایا تو یہ تھا پھر بچھونے بچھاتی اور تکیہ لگاتی ہے فرشتے بحکم رب العالمین واپس جاتے ہیں۔

عرض۔ حضور ایک شخص نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد دیکھا کہ وہ علیل اور برہنہ ہے یہ خواب چند بار دیکھ چکا ہے۔

ارشاد۔ کلمۂ طیبہ ستتر ہزار مرتبہ مع درود شریف پڑھ کر بخش دیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ پڑھنے والے اور جس کو بخشا ہے دونوں کے لئے ذریعۂ نجات ہوگا اور پڑھنے والے کو دونا ثواب ہوگا اور اگر دو کو بخشے گا تو تگنا اسی طرح کروروں بلکہ جمیع مومنین و مومنات کو ایصال ثواب کر سکتا ہے اسی نسبت سے اس پڑھنے والے کو ثواب بڑا ہوگا۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے کھانا کھاتے ہوئے دفعتاً رونے لگا وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لئے جاتے ہیں۔ (اس شہر میں یہ لڑکا کشف میں مشہور تھا) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس یہی کلمۂ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کر دیا فوراً وہ لڑکا ہنسا آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لئے جا رہے ہیں شیخ ارشاد فرماتے ہیں اس حدیث کی تصحیح مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اس کے کشف کی تصدیق اس حدیث سے۔

عرض۔ عذاب فقط روح پر ہوتا ہے یا جسم پر بھی۔

ارشاد۔ روح و جسم دونوں پر۔ یوں ہی ثواب بھی حدیث میں ہے ایک اندھا

کسی باغ کے سامنے پڑا تھا اور میوے دیکھ رہا تھا مگر اس تک جا نہ سکتا تھا اتفاقاً ایک اندھے کا اس طرف گزر ہوا کہ باغ میں جا سکتا تھا مگر میوے اسے نظر نہ آتے لنجھے نے اندھے سے کہا تو مجھے باغ میں لے چل وہاں جا کر ہم اور تم دونوں میوے کھائیں اندھا اس کو اپنی گردن پر سوار کر کے باغ میں لے گیا لنجھے نے میوے توڑے اور دونوں نے کھائے اس صورت میں کون مجرم ہو گا دونوں ہی مجرم ہیں اندھا جسم ہے اور لنجھا روح۔

عرض۔ ہر ایک کے ساتھ کتنی روحیں ہیں۔

ارشاد۔ صرف ایک روح ہے اگر مسلمان ہے تو علیین میں اور کافر ہے تو سجین میں جو شخص قبر پر جاتا ہے اس کو بخوبی دیکھتی ہے اس کی بات سنتی سمجھتی ہے مرنے کے بعد روح کا ادراک بے شمار بڑھ جاتا ہے خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں روح کو قرب و بعد مکانی یکساں ہے روح بصر کو دیکھو کنوئیں کے اندر سے ستاروں کو دیکھتی ہے یعنی نگاہ اٹھتی ہے زمین سے فلک ثوابت تک پہنچتی ہے جو یہاں سے آٹھ ہزار برس کی راہ پر ہے حدیث میں روح زندہ و مردہ کی مثال پرندکی فرمائی کہ جب تک پنجرے میں بند ہے اسی کے لائق پر کھول سکتا ہے جب قفس سے نکال دو پھر اس کی اُڑان دیکھو۔

عرض۔ قبر کھودی وہاں مردے کی ہڈیاں نکلیں تو کیا کیا جائے۔

ارشاد۔ اگر اور جگہ مل سکتی ہے تو ہرگز اس میں دفن نہ کریں اور اس قبر کو بدستور درست کر دیں ورنہ ان ہڈیوں کو ایک طرف رکھ کر حائل کا فصل دے کر اس کو دفن کریں اور اگر یہ معلوم ہو کہ پہلے یہاں قبر تھی اگرچہ اب یہاں نشان باقی نہ رہا تو اس صورت میں وہاں قبر کھودنا جائز نہیں ہاں اگر

کوئی جگہ اور نہ مل سکے اور یہ قبر پُرانی ہو چکی ہو تو مجبوراً جائز ہے۔

عرض۔ داڑھی منڈانا اور کتروانا گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ۔

ارشاد۔ کتروانا یا منڈوانا ایک دفعہ کا صغیرہ گناہ ہے اور عادت سے کبیرہ جس سے فاسق معلن ہو جائے گا اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب اگر اعادہ نہ کیا گنہگار رہو گا ایک روز حضرت مولینا شاہ سیّد احمد اشرف صاحب کچھوچھوی تشریف لائے ہوئے تھے۔ رخصت کے وقت انہوں نے عرض کیا کہ مولوی سید محمد صاحب اشرفی اپنے بھانجے کو میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کردوں حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کام لیں ارشاد ہوا ضرور تشریف لائیں یہاں فتوے لکھیں اور مدرسے میں درس دیں رودہابیہ اور افتایہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے میں بھی ایک طبیب حاذق کے مطب میں سات برس بیٹھا مجھے وہ وقت وہ دن وہ جگہ وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔ میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم کو بڑی کوشش وجانفشانی سے نکالا اور اس کی تائیدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو انہوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق رد ہو گئے وہی جملے اب تک دل میں پڑے ہوئے ہیں اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے خودستائی جائز نہیں مگر وقت حاجت اظہار حقیقت تحدیث نعمت ہے سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۝ زمین کے خزانے میرے

ہاتھ میں دے دے بے شک میں حفظ والا ہوں اور علم والا ہوں بفضلہٖ رحمت الٰہی پھر بعون وعنایت رسالت پناہی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتا اور ردّ وہابیہ کے دونوں کامل فن دونوں نہایت عالی فن انہیں یہاں سے اچھا انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان میں کہیں نہ پایئے گا غیر ممالک کی بابت نہیں کہتا میں تو ہر شخص کو بہ طیب خاطر سکھانے کو تیار ہوں۔ سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شاہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جد امجد یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ وعطیہ ہے آپ کے یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پایئگا اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتا سُنا یا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں طبیعت اخّاذ ہے طرز سے واقفیت ہو چلی ہے اسی طرح علم توقیت بھی ایک ایسا فن ہے کہ اس کے جاننے والے بھی معدوم ہیں حالانکہ ائمہ دین نے اسے فرض کفایہ بتایا ہے علمائے موجودین میں تو کوئی اتنا بھی نہیں جانتا کہ فلاں دن آفتاب کب طلوع ہو گا اور کب غروب بہت سی عمر گزر گئی تھوڑی باقی ہے جن صاحب کو جو کچھ لینا ہو وہ حاصل کرلیں۔ سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ۔ حضرت مولیٰ علی کرم تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے اور شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا قول بالکل صحیح ہے "قدر نعمت پس از زوال بود" پھر لینے والے کو یہ چاہے کہ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اگرچہ کمالات سے بھرا ہوا ہو اپنے تمام کمالات کو دروازہ ہی پر چھوڑے اور یہ جانے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں خالی ہو کر آئے گا تو کچھ پائے گا اور جو اپنے آپ کو بھرا سمجھے گا ع اناء کہ پُر شد دگر چون برد۔ بھرے برتن میں اور کوئی چیز نہیں ڈالی جا سکتی اور آجکل تو حاصل کرنے

والے ایسے ہیں کہ جب میں حسن میاں مرحوم کے مکان میں رہتا تھا اس میں ایک زینہ ہے جو باہر سے چھت پر گیا ہے اس زمانے میں ایک مدرس صاحب کی ہدایہ اخرین سپرد ہوا یہ کوئی آسان کتاب نہیں جب انہوں نے کام چلتا نہ دیکھا تو مجھ سے پڑھنا چاہا مگر شرط یہ کی کہ اس باہر کے زینہ سے چھت پر مجھے بلالیا کیجیے اور وہاں تنہائی میں پڑھا دیا کیجیے کسی کو معلوم نہ ہو میں نے کہا مولینا ہدایہ اخرین کا سبق کوئی سرقہ نہیں جو لوگوں سے چھپ کر ہو مجھ سے یہ نہ ہو گا ایک صاحب یہیں کے فتوی نویسی کرتے تھے وہ اس طرح لکھتے تھے کہ باہر سے جواب لکھ کر بھیج دیا میں نے اصلاح دے کر بھیج دیا ایک روز ان سے کہا گیا مولنا یوں جواب تو ٹھیک ہو جائے گا مگر آپ کو یہ نہ معلوم ہو گا کہ آپ کی لکھی ہوئی عبارت کیوں کاٹی گئی اور دوسری عبارتیں کس مصلحت سے بڑھائی گئیں مناسب یہ ہے کہ آپ بعد نماز عصر اپنے لکھے ہوئے فتووں پر اصلاح لے لیا کریں انہوں نے کہا کہ اس وقت آپ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں اس مجمع میں آپ فرمائیں گے کہ تم نے یہ غلط لکھا وہ غلط لکھا اور مجھے اس میں ندامت ہوگی اس بندۂ خدا کے نام افریقہ اور امریکہ تک سے استفتے آتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں سے ان کے نام سے جواب جاتا تو لوگ انہیں کے نام استفتے بھیجتے اس زمانے میں مکہ معظمہ کے ایک عالم جلیل حضرت مولینا سید اسمٰعیل حافظ کتب حرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقیر کے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے مکہ معظمہ سے صرف ملاقات فقیر کے لئے کرم فرمایا تھا ان کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا فرمایا ایسا شخص برکت علم سے محروم رہتا ہے یہی ہوا کہ وہ صاحب چھوڑ کر بیٹھ رہے اب بی۔ اے پاس کی تلاش میں ہیں۔ حضرت عبداللہ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب میں بغرض تحصیل علم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہ ادب ان کو آواز نہ دیتا ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ رہتا ہوا خاک اور ریتا اوڑا کر مجھ پر ڈالتی پھر جب حضرت زید کاشانہ اقدس سے تشریف لاتے فرماتے ابن عم رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرادی میں عرض کرتا مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کراتا یہ وہ ادب ہے جس کی تعلیم قرآن عظیم نے فرمائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وہ جو حجروں کے باہر سے تمہیں آواز دیتے ہیں ان میں بہت کو عقل نہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم باہر تشریف لاؤ تو ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رکاب تھامی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے اے ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہوں نے کہا ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ علما کے ساتھ ادب کریں اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے اُترے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا ہمیں یہی حکم ہے کہ اہل بیت اطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں۔ ہارون رشید جیسے جبار بادشاہ نے مامون رشید کی تعلیم کے لئے حضرت امام کسائی سے (جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بھائی اور اجلہ علماء قراء سبعہ میں سے ہیں) عرض کیا فرمایا میں یہاں

پڑھانے نہ آؤں گا شہزادہ میرے ہی مکان پر آجایا کرے ہارون رشید نے عرض کی وہ وہیں آجایا کرے گا مگر اس کا سبق پہلے ہو۔ فرمایا یہ بھی نہ ہو گا بلکہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہو گا۔ غرض مامون رشید نے پڑھنا شروع کیا اتفاقاً ایک روز ہارون رشید کا گزر ہوا دیکھا کہ امام کسائی اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور مامون رشید پانی ڈالتا ہے بادشاہ غضبناک ہو کر اترا اور مامون رشید کے کوڑا مارا اور کہا او بے ادب خدا نے دو ہاتھ کس لئے دیئے ہیں ایک ہاتھ سے پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے ان کا پاؤں دھو ایک مرتبہ ہارون رشید نے ابو معاویہ عزیز کی دعوت کی وہ آنکھوں سے معذور تھے جب آفتابہ اور چلمچی ہاتھ دھونے کے لئے لائی گئی تو چلمچی خدمت گار کو دی اور آفتابہ خود لے کر ان کے ہاتھ دھولائے اور کہا آپ نے جانا کون آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے کہا نہیں۔ کہا ہارون۔ کہا جیسی آپ نے علم کی عزت کی ایسی ہی اللہ آپ کی عزت کرے۔ ہارون رشید نے کہا اسی دعا کے حاصل کرنے کے لئے یہ کیا تھا ہارون رشید کے دربار میں جب کوئی عالم تشریف لاتے بادشاہ ان کی تعظیم کے لئے سروقد کھڑا ہوتا ایک بار درباریوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین رعب سلطنت جاتا ہے جواب دیا اگر علمائے دین کی تعظیم سے رعب سلطنت جاتا ہے تو جانے ہی کے قابل ہے یہی وجہ تھی کہ ان کا رعب روئے زمین کے بادشاہوں پر بدرجہ اتم تھا۔ سلاطین نصاریٰ ان کا نام لیتے تھر لیتے تھے تخت قسطنطنیہ پر ایک عیسائیہ عورت حکمراں تھی اور وہ ہر سال خراج ادا کرتی جب وہ مر گئی تو اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور خراج نہ حاضر کیا ادھر سے خراج کا مطالبہ

ہوا تو اس نے حضرت ہارون رشید کی خدمت میں ایک ایلچی کے ہاتھ اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ وہ مرگئی جو خود پیادہ بنی تھی اور آپ کو رُخ بنایا تھا یہ تحریر لے کر ایلچی جب حاضرِ دربار ہوا وزیر کو حکم ہوا سناؤ وزیر نے اُسے دیکھ کر عرض کی حضور مجھ میں تاب نہیں جو اسے سنا سکوں فرمایا لا مجھے دے اور اس تحریر کو پڑھا بادشاہ کو دیکھتے ہی ایسا جلال آیا جسے دیکھ کر تمام دربار بھاگ گیا صرف وزیر اور وہ ایلچی رہ گئے وزیر کو حکم ہوا کہ جواب لکھ اس نے ارادہ لکھنے کا کیا مگر رُعب شاہی اس قدر غالب تھا کہ ہاتھ تھرتھرانے لگا اور قلم نہ چلا پھر فرمایا لا مجھے دے اور یوں لکھا یہ خط ہے خدا کے بندے امیر المومنین ہارون رشید کی طرف سے روم کے کُتّے فلاں کو کہ او کافرہ کے جنے جواب وہ نہیں جو تو سُنے جواب وہ ہے جو تو دیکھے گا یہ فرمان ایلچی کو دیا اور فوراً لشکر کو تیاری کا حکم دیا ایلچی کے ساتھ لشکر لے کر پہنچے اور جاتے ہی قسطنطنیہ کو فتح کر کے اس بادشاہ عیسائی کو گرفتار کر لیا اس نے بہت گریہ وزاری کی ہاتھ پاؤں جوڑے، خراج دینے کا وعدہ کیا چھوڑ دیا اور تاج بخشی کر کے واپس آئے ابھی ایک منزل آئے تھے کہ خبر پائی اس نے پھر سرتابی کی فوراً واپس گئے اور پھر فتح کیا اور پھر اسے گرفتار کیا پھر اس نے ہاتھ جوڑے اور خوشامد کی پھر چھوڑ دیا ایسے جبار بادشاہ کی علما کے ساتھ یہ طرز تعظیم تھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

عرض۔ بندوں کو قرب الی اللہ کا مرتبہ علاوہ نماز بھی ہوتا ہے۔

ارشاد۔ ہاں ہر سجدہ میں رب کے قریب ہوتا ہے اور سجدہ چار قسم ہیں سجدہ نماز، سجدۂ تلاوت، سجدۂ سہو، سجدۂ شکر۔

عرض۔ سجدۂ شکر مسنون ہے یا مستحب۔

ارشاد۔ سنت مستحبہ ہے جب وقت ابوجہل لعین کا سر کٹ کر سرکار میں آیا۔ سجدۂ شکر فرمایا۔

عرض۔ اس لعین سے بھی قلب اقدس کو بہت تکلیف پہنچی۔

ارشاد۔ یہ ادن بارہ لعینوں سے تھا جو سب کے سب تباہ و برباد ہو گئے کسی کے سر پر بجلی گری کسی پر پتھر برسے غرض طرح طرح کے عذاب الٰہی ان خبثا پر نازل ہوئے۔ ایک مرتبہ عاص سفر کو گیا۔ تکان کے باعث ایک درخت سے تکیہ لگا کر بیٹھ گیا جبریل امین بحکم رب العالمین تشریف لائے اور اس کا سر پکڑ کر درخت سے ٹکرانا شروع کیا وہ چلاتا تھا کہ ارے کون میرے سر کو درخت سے ٹکرا رہا ہے اس کے ساتھی کہتے تھے کہ ہمیں کوئی نظر نہیں آتا یہاں تک کہ جہنم داصل ہوا۔ قیامت کے دن اس جہنمی کی سب سے جدا حالت ہوگی یہ اپنے آپ کو معاذ اللہ عزیز و کریم کہا کرتا یعنی عزت والا و کرم والا داروغہ دوزخ کو حکم ہوگا کہ اس کے سر پر گرز مار جس کے لگتے ہی ایک بڑا خلا سر میں ہو جائے گا اور جس کی وسعت اتنی نہ ہوگی جتنی تم خیال کرتے ہو بلکہ جس کی ایک داڑھ کوہ احد کی برابر ہوگی اس کے سر پھٹنے سے جو خلا ہوگا وہ کس قدر وسیع ہوگا غرض اس خلا میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی بھرا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا ذُقۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡکَرِیۡمُ چکھ تو تو عزت و کرم والا ہے اور کافر کو یہی پانی پلایا جائے گا کہ جب موہنہ کے قریب آئے گا منہ اس میں گل کر گر پڑے گا اور جب پیٹ میں اترے گا آنتوں کے ٹکڑے کر دے گا اور اس پانی کو ایسا پئیں گے جیسے تونس کے مارے اونٹ بھوک سے بیتاب ہو گئے تو خاردار تھوہر کھولتا ہوا چرخ دیئے ہوئے تانبے کی طرح ابلتا ہوا کھلائیں گے جو پیٹ میں جا کر کھولتے ہوئے

پانی کی طرح جوش مارے گا اور بھوک کو کچھ فائدہ نہ دے گا الواع انواع کے عذاب ہوں گے ہر طرف سے موت آئے گی اور مریں گے کبھی نہیں نہ کبھی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی یہی حال تمام رافضیوں وہابیوں اور قادیانیوں نیچریوں تمام مرتدین کا ہے جس نے کسی دوسرے کے بہکانے سے کفر کیا ہوگا وہ بارگاہِ رب العزۃ میں عرض کرے گا اس نے مجھے بہکایا اس پر دونا عذاب کر رب العزۃ فرمائے گا۔ سب پر دونا ہے مگر تم جانتے نہیں اور ناریوں کے جسم ایسے بڑے بڑے ہوں گے جن کی ایک ایک داڑھ مثل کوہ احد کے۔

عرض۔ مسجد میں کپڑا سینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر اُجرت پر سیتا ہے تو ناجائز ورنہ کوئی حرج نہیں۔

عرض۔ کھانا کھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے۔

ارشاد۔ داہنا پاؤں کھڑا ہوا اور بایاں بچھا اور روٹی بائیں ہاتھ میں لے کر داہنے سے توڑنا چاہیئے ایک ہاتھ سے توڑ کر کھانا اور دوسرا ہاتھ نہ لگانا عادت متکبرین ہے۔

عرض۔ فاتحہ میں الحمد شریف پڑھنے کو وہابیہ منع کرتے ہیں آیا کچھ زیادہ ثواب ہے۔

ارشاد۔ جو کچھ تیس پاروں میں ہے وہ صرف الحمد شریف میں ہے اس کی بابت حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رب عزوجل فرماتا ہے اِنِّیْ قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ میں نے سورہ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم فرمایا نصف اول میرے لئے اور نصف آخر میرے بندے کے لئے ہے جب بندہ پہلے تین آیتوں کو پڑھتا ہے تو ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تمجید کی اور جب بیچ

کی آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ پڑھتا ہے ارشاد فرماتا ہے یہ آدھی میرے لئے اور آدھی میرے بندے کے لئے جب اخیر کی تین آیات پڑھتا ہے ارشاد فرماتا ہے ھٰذا العبدی ولعبدی ما سأل یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے ہے وہ جو اس نے مانگا یہ اس لئے ارشاد ہوا کہ پہلی تین آیتوں میں مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ تک مولی عزوجل کی خالص حمد و ثنا ہے اور پچھلی میں اھدنا سے آخر سورۃ تک اپنے لئے دعا ہے اور بیچ کی آیت میں ذکر عبادت اور استعانت ہے عبادت مولی تعالیٰ کے لئے ہے اور استعانت بندے کا نفع وہابیہ کی بدعقلی کو کیا کہیئے کہ ایسی متبرک سورۃ کے پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔

عرض۔ حضور زمانہ صحابہ میں بھی قرآن عظیم کے پارے ہو گئے تھے۔

ارشاد۔ امام جلال الدین سیوطی نے کتاب الاتقان میں جس قدر احادیث و روایات و اقوال قرآن عظیم کے ایسے امور کے متعلق ہیں جمع فرما دیئے ہیں اس میں پاروں کا کہیں ذکر نہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے وقت تک یہ تقسیم نہ تھی ہاں رکوع جاری ہوئے آٹھ سو برس ہوئے مشائخ کرام نے الحمد شریف کے بعد پانچ سو چالیس رکھے کہ تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھے تو ستائیسویں شب میں کہ شب قدر ہے ختم ہو۔

عرض۔ یہ احزاب وغیرہ کیسے شروع ہوئے۔

ارشاد۔ احزاب و اعشار زمانہ مبارک سے ہیں اعشار دس دس آیتوں کے مجموعہ کے نام تھا یعنی صحابۂ کرام ایک عشر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھتے اور اس کے متعلق علوم و معارف جو ان کے لائق ہوتے ان سب کو حاصل کرنے کے بعد دوسرا عشر شروع کرتے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے آٹھ برس میں سورۂ بقر شریف ختم فرمائی اور بعد اختتام ایک اونٹ قربانی فرمایا سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سورۂ بقر شریف بارہ برس میں پڑھی۔

عرض۔ کیا یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر شریف میں ننگے سر کھڑے ہوئے گانے والوں پر لعنت فرما رہے تھے۔

ارشاد۔ یہ واقعہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ آپ کے مزار شریف پر مجلس سماع میں قوالی ہو رہی تھی تو لوگوں نے بہت اختراع کر لئے ہیں ناچ وغیرہ بھی کراتے ہیں حالانکہ اس وقت بارگاہوں میں مزامیر بھی نہ تھے حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں سے ہیں باہر مجلس سماع کے تشریف فرما تھے ایک صاحب صالحین سے آپ کے پاس آئے اور گزارش کی مجلس میں تشریف لے چلئے حضرت سید ابرہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تم جاننے والے ہو مواجہ اقدس میں حاضر ہو اگر حضرت راضی ہوں میں ابھی چلتا ہوں انہوں نے مزار اقدس پر مراقبہ کیا دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور ان قوالوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔ ایں بدبختاں وقت مارا پریشان کردہ اندوہ واپس آئے اور قبل اس کے کہ عرض کریں فرمایا آپ نے دیکھا۔

عرض۔ حضور کاکی کے کیا معنی ہیں اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔

ارشاد۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چند مسافر حاضر ہوئے حضور کے یہاں اس وقت کچھ سامان خورد ونوش موجود نہ تھا۔ غیب سے کاک (روٹیاں) آئیں جو سب کو کافی ووافی ہو گئیں جب سے آپ کاکی مشہور ہو گئے (اسی تذکرہ میں فرمایا) کہ ایک مرتبہ مولٰنا

فضل رسول صاحب جو میرے پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے (جو مولانا بحر العلوم ملک العلما کے شاگرد تھے) پڑھتے تھے دہلی میں تھے جلسۂ وہابیہ میں تشریف لے گئے وہاں حاضرین پر کاک اور چھوہارے برسا کرتے تھے چنانچہ حسب دستور آپ کے سامنے بھی بوچھار ہوئی ایک کاک اور ایک چھوہارا آپ کو بھی ملا آپ نے چھوہارا توڑا تو اس میں سے کیڑا نکلا اور کاک کا کنارہ جلا ہوا یہ دیکھ کر تبسم کیا اور با آواز کہا صاحبو آج تک تو سُنا کرتے تھے کہ فرشتے بھوتے نہیں یہ کیسا بھول گئے کہ روٹی بھی جلادی اور سنتے تھے کہ جنت کا میوہ سڑتا گلتا نہیں تعجب ہے کہ چھوہاروں میں کیڑے پڑ گئے اس پر بہت شور وغل ہوا آپ کو غصہ آیا پردہ کو ہٹا دیا جس کے پیچھے سے یہ بارش ہو رہی تھی دیکھا تو اسمٰعیل دہلوی کا ایک غلام جس کا نام عبداللطیف تھا ایک جھولی میں کاک اور ایک میں چھوہارے لئے بیٹھا ہے پردہ ہٹتے ہی پردہ فاش ہو گیا اس کے بعد حضرت مولانا فضل رسول صاحب دہلی سے لکھنؤ حضرت مولانا نور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اندر سے خبر آئی کہ آنے کی ممانعت ہے آپ چوکھٹ پر بیٹھ گئے اور رونے لگے اور عرض کی کہ میری کیا خطا ہے معلوم ہو کہ وہ قابل معافی بھی ہے یا نہیں جب بہت دیر گزر گئی تو مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف لائے اور فرمایا تمہیں میں نے اسی لئے پڑھایا تھا کہ وہابیوں کے جلسوں میں جاؤ آپ نے عرض کی کہ اتنا تو معلوم ہو گیا کہ میری خطا قابل معافی ہے اور پھر آپ نے سارا واقعہ اسمٰعیل دہلوی کے مکر و فریب کا عرض کیا اور کہا میں اس کا صرف پردہ فاش کرنے کو گیا تھا کہ نہ معلوم کتنے بندگان خدا اس کی اس عیاری سے گمراہ ہو رہے تھے۔

آپ سن کر خوش ہوئے اور راضی ہو گئے۔ یہی مولنا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روز راستے میں تشریف لئے جا رہے تھے سامنے سے علی بخش وزیر بادشاہ اودھ جو اس کی ناک کا بال ہو رہا تھا ہاتھی پر چلا آ رہا تھا اس نے حضرت کو دیکھ کر اتنا ادب کیا کہ ہاتھی کو بٹھا دیا اور اتر کر قریب حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے اس کی طرف مُنھ پھیر لیا اور سلام نہ لیا کہ وہ رافضی تھا اور داڑھی منڈی ہوئی تھی سمجھا شاید مجھے دیکھا نہیں دوسری طرف جاکر سلام عرض کیا آپ نے اُدھر سے مُنھ پھیر لیا اور سلام قبول نہ فرمایا تیسری دفعہ پھر سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا اس خبیث کو غصہ آیا اور ہاتھی پر چڑھ کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ فرنگی محل کے مردودوں کی داڑھی اور عورتوں کا سر نہ منڈوایا تو علی بخش نام نہیں آپ جب مکان میں تشریف لے گئے تو ایک طالب علم نے علی بخش کا وہ فقرہ عرض کیا آپ فوراً باہر تشریف لائے آستانے پر اس وقت میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولنا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر تھے عرض کیا حضور کہاں کا قصد فرماتے ہیں فرمایا بچو نورا کی حماقت تو ہے (آپ کی زبان پوربی تھی) رافضی آیا تھا سلام کیا تھا جواب دے دیا ہوتا اب کسی کی داڑھی مونڈے ہے کسی کا مونڈ مونڈے ہے نورا کی حماقت تو ہے اور آپ سیدھے بادشاہ کے محل کو تشریف لے چلے کہ اس سے پیشتر کبھی نہ گئے تھے پیچھے پیچھے یہ دونوں حضرات بھی ہو لئے اس دن نوروز کا دن تھا اس کے محل میں جشن ہو رہا تھا شراب و کباب اور گانے بجانے کے سامان موجود تھے جب دربان نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا گھبرا کر دوڑتا ہوا گیا اور بادشاہ کو خبر دی بادشاہ سن کر گھبرا گیا اور حکم دیا کہ فوراً تمام منہیات شرع اٹھا دیئے جائیں اور خود دروازہ تک استقبال کو کے حضرت

کو اندر لے گیا اور باعزاز تمام بٹھایا علی بخش کھڑا ہوا یہ واقعہ دیکھ رہا ہے
کاٹو تو بدن میں خون نہیں سمجھ رہا ہے کہ اب یہ شکایت فرمائیں گے اور خدا
جانے بادشاہ کیا کچھ کرے گا مگر یہ وسیع ظرف اس ہلکے کے قیاس سے
وراہیں یہ شکایت فرمانے تشریف نہ لے گئے بلکہ اسے اپنی عظمت دکھانے
کہ وہ ایذا رسانی کے خیال سے باز رہے۔ بادشاہ نے عرض کی حضرت نے
کیسی تکلیف فرمائی ارشاد فرمایا تیری زمین میں رہت ہیں۔ ہم نے کہا
ہو آئیں بادشاہ نے وہ شیرینی جو لوروز کے لئے آئی تھی پیش کی فرمایا
ہمارے دو بچے بھی باہر ہیں چنانچہ ان حضرات کو بھی بلا لیا گیا تھوڑی دیر
تشریف رکھ کر واپس تشریف لائے یہ دونوں حکایتیں مجھ سے حضرت
مولنا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھنؤ میں بیان فرمائیں
جب میں اور وہ ۱۳۰۹ھ میں کچھ کتابیں دیکھنے لکھنؤ گئے تھے۔ ایک روز
نواب وزیر احمد خاں صاحب ایک کتاب جس میں انہوں نے تعریفات
اشیاء لکھی تھیں اعلیحضرت مدظلہ کو بغرض اصلاح بعد ظہر سُنا رہے تھے
علم جفر کی تعریف سُناتے وقت حضور نے ارشاد فرمایا آپ نے علم
زایرجہ کی تعریف نہ لکھی یہ علم جفر ہی کا ایک شعبہ ہے اس میں جواب منظوم
عربی زبان بحر طویل اور حرف ل کی روی سے آتا ہے اور جبتک جواب پورا
نہیں ہوتا منقطع نہیں آتا جس کو صاحب علم کی اجازت نہیں ہوتی نہیں آتا میں
نے اجازت حاصل کرنا چاہی اس میں کچھ پڑھا جاتا ہے جس میں حضور اقدس
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب میں تشریف لاتے ہیں اگر اجازت عطا ہوئی
حکم مل گیا ورنہ نہیں میں نے تین روز پڑھا تیسرے روز خواب میں دیکھا
کہ ایک وسیع میدان ہے اور اس میں ایک بڑا پختہ کنواں ہے حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور چند صحابہ کرام بھی حاضر ہیں جن میں سے میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانا اس کنوئیں سے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پانی بھر رہے ہیں اس میں سے ایک بڑا تختہ نکلا کہ عرض میں ڈیڑھ گز اور طول میں دو گز ہوگا اور اس پر سبز کپڑا چڑھا ہوا تھا جس کے وسط میں سفید روشن بہت جلی قلم سے ا ذ ہ اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے جس سے میں نے یہ مطلب نکالا کہ اس کا حاصل کرنا ہذیان فرمایا جاتا ہے اس سے بقاعدہ جفر اذن نکل سکتا تھا ہ کو بطور صدر مؤخر آخر میں رکھا اس کے عدد پانچ ہیں اب وہ اپنی پہلی جگہ سے ترقی کر کے دوسرے مرتبہ میں گئی اور پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ دہائی ہے یعنی پچاس جس کا حرف نون ہے یوں اذن سمجھا تا مگر میں نے اس طرف التفات نہ کیا اور لفظ کو ظاہر پر رکھ کر اس فن کو چھوڑ دیا کہ اھذ کے معنی ہیں فضول بک۔

عرض۔ مرید کو بعد وفات شیخ قبر پر کس طرح ادب کرنا چاہیئے۔

ارشاد۔ چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کی حیات میں جیسا ادب کرتا تھا سامنے سے حاضر ہو کہ بالیں سے حاضر ہونے میں مڑکر دیکھنا پڑتا ہے اور اس میں تکلیف ہوتی ہے (اسی سلسلہ میں یہ حکایت بیان فرمائی) ایک بزرگ کا انتقال ہوا ان کی صاحبزادی روزانہ قبر پر حاضر ہوتیں اور تلاوت قرآن عظیم کیا کرتیں۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ جوش جاتا رہا ایک روز حاضر ہوئیں شب کو خواب میں تشریف لائے فرمایا ایسا نہ کرو آؤ اور میرے مواجہہ میں کھڑی ہو یہاں تک کہ تمہیں جی بھر کے دیکھ لوں پھر میرے لئے دعائے رحمت کرو اور پھر چلی جاؤ رحمت آکر مجھ میں

اور تم میں حجاب ہو جائے گی ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا صبح کو صاحبزادہ نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں تیسرے روز خبر ملی اس کا انتقال ہو گیا ہے لڑکے نے فوراً نہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا یہ میری ماں کو پہنچا دینا رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا اُہبان بن صیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں ان کے کفن میں ایک تہ بند زائد چلا گیا شب کو اپنے صاحبزادے کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا یہ تہ بند لو اور الگنی پر ڈال دیا۔ صبح ان کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔ ایک شخص قبرستان میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر میں غافل ہو گیا خواب میں دیکھتا ہے کہ ایک بی بی اس قبر میں فرماتی ہیں اے خدا کے بندے اس بلا کو میرے پاس سے دُور کر جو تھوڑی دیر میں آنے والی ہے اس کی فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک قبر وہیں کھد رہی ہے اور سامنے ایک جنازہ جو کسی رئیس کا تھا چلا آرہا ہے اس نے سب کو منع کیا کہ یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے خراب ہے ایسی ہے ویسی ہے غرض وہ لوگ باز رہے اور دوسری جگہ اس میت کو لے گئے شب کو اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ بی بی فرماتی ہیں کہ خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے آگ کو میرے پاس سے دُور کیا۔

مؤلف۔ ایک روز مولوی امجد علی صاحب بعد عصر بہار شریعت حصہ سوم بغرض اصلاح سُنا رہے تھے اس میں ایک مسئلہ اس بارہ میں تھا کہ رب العزۃ

جل جلالہٗ کی طرف مؤنث کا صیغہ زبان سے نماز میں نکل جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

ارشاد۔ فرمایا صیغہ ہو یا ضمیر۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفعتاً سوتے سوتے اُٹھ بیٹھے اور بہت روئے لوگوں نے سبب دریافت کیا فرمایا میں نے دیکھا رب العزۃ کو کہ فرماتا ہے تو اشعار لیلیٰ وسلمہ کو مجھ پر محمول کرتا ہے اگر میں نہ جانتا کہ تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو وہ عذاب کرتا جو کسی پر نہ کیا ہو۔

عرض۔ حضور دُعا کے وقت اگر کسی شخص کے ہاتھ سردی کی وجہ سے ڈھکے رہیں تو کیسا ہے۔

ارشاد۔ ایک بزرگ شاید حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا میں سردی کے سبب صرف ایک ہاتھ نکالا تھا الہام ہوا ایک ہاتھ اٹھایا ہم نے اس میں رکھ دیا جو رکھنا تھا دوسرا اُٹھاتا تو اسے بھی بھر دیتے۔

عرض۔ دعا ہر وقت مقبول ہوتی ہے۔

ارشاد۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ حیا والا کرام والا ہے اس سے شرم فرماتا ہے کہ اس کا بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھائے اور انہیں خالی پھیر دے اور فرمایا جو دُعا نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرماتا ہے۔

عرض۔ کیا صف اول میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے۔

ارشاد۔ حدیث میں فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ صف اول میں نماز پڑھنے کا اس قدر ثواب ہے تو ضرور اس پر قرعہ اندازی کرتے یعنی ہر ایک صف اول میں کھڑا ہونا چاہتا اور جگہ کی تنگی کے سبب قرعہ برداری پر فیصلہ ہوتا سب سے پہلے امام پر رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے پھر صف اوّل

میں جو اس کے محاذی کھڑا ہو اس محاذی کے داہنی جانب پھر بائیں اسی طرح دوسری صف میں پہلے محاذی امام پر پھر داہنے پھر بائیں پر یوں ہی آخر صفوف تک۔

مؤلف۔ برکات اولیائے کرام کے ذکر میں فرمایا سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار ہوئے۔ آپ کا قارورہ ایک طبیب نصرانی کے پاس گیا بغور دیکھتا رہا پھر دفعتاً کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں نے سبب پوچھا کہا میں دیکھتا ہوں یہ قارورہ ایسے شخص کا ہے جس کا جگر عشق الٰہی نے کباب کر دیا اَللّٰہُ اَکْبَرُ ان بزرگوں کا بول وہ ہدایت کرتا ہے جو دوسروں کا قول نہیں کرتا۔ یمن کے ایک نصرانی نے یہ صحیح حدیث سنی کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ مسلمان کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اس نصرانی نے چاہا کہ امتحان کرے اُدھر کے نصاریٰ زنار باندھتے ہیں اس نے زنار نیچے چھپایا اور اوپر مسلمانی لباس پہنا عمامہ باندھا اور مسلمان بن کر مشائخ کرام کی مجلسوں پر دورہ شروع کیا ہر ایک کے پاس جاتا اور حدیث کے معنی پوچھتا وہ کچھ فرما دیتے یہ دوسرے کے پاس حاضر ہوتا یوں ہی بغداد شریف آیا اور حضرت سید الطائفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا عرض کی یا سیدی اس حدیث کے معنی کیا ہیں اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ فرمایا اس کے یہ معنی ہیں کہ زنار توڑ اور نصرانیت چھوڑ اسلام لا وہ یہ سنتے ہی بیتاب ہوا اور کلمۂ شہادت پڑھا اور کہا یا سیدی میں اتنے مشایخ کرام

کے پاس گیا اور کسی نے مجھے نہ پہچانا فرمایا سب نے پہچانا مگر تجھ سے تعرض نہ کیا کہ تیرا اسلام میرے ہاتھ پر لکھا ہے۔

عرض۔ مجاہد کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد۔ سارا مجاہدہ اس آیہ کریمہ میں جمع فرمادیا ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہشوں سے روکے بے شک تو جنت ہی ٹھکانہ ہے یہی جہاد اکبر ہے۔ حدیث میں ہے جہاد کفار سے واپس آتے ہوئے فرمایا رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ ہم اب چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پھرے۔ ایک صاحب کو انار کی خواہش میں تیس برس گزر گئے اور نہ کھایا اس کے بعد خواب میں زیارت اقدس حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ فرماتے ہیں اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا تیرے نفس کا بھی کچھ تجھ پر حق ہے صبح اُٹھے انار کھایا اب نفس نے دودھ کی خواہش کی فرمایا تیس برس خواہش کر پھر شاید حضور تشریف لائیں اور فرمائیں اس سے یہی بہتر ہے کہ صبر کر فوراً خواہش دُور ہو گئی اس قسم کی خواہش یا تو نفسانی ہوا کرتی ہے یا شیطانی جس کے دو امتیاز سہل ہیں ایک یہ کہ شیطانی خواہش میں بہت جلد کا تقاضا ہوتا ہے کہ ابھی کر لو العجلۃ من الشیطان اور نفس کو ایسی جلدی نہیں ہوتی دوسرے یہ کہ نفس اپنی خواہش پر جمارہتا ہے جب تک پوری نہ ہو اُسے بدلتا نہیں اسے واقعی اسی شے کی خواہش ہے اگر شیطانی ہے تو ایک چیز کی خواہش ہوئی وہ نہ ملی دوسری چیز کی ہو گئی وہ نہ ملی تیسری کی ہو گئی اس واسطے کہ اس کا مقصد گمراہ کرنا ہے خواہ کسی طور پر ہو ایک

صاحب ایک بزرگ کے یہاں آئے دیکھا کہ پانی پینے کا گھڑا دھوپ میں
رکھا ہے انہوں نے کہا پانی دھوپ میں رکھا رہ گیا گرم ہو گیا ہو گا فرمایا
صبح تو سایہ ہی تھا پھر دھوپ آگئی میں نے اللہ سے شرم کی کہ نفس کی خاطر
قدم اٹھاؤں حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روزہ تھا طاق میں پانی
ٹھنڈا ہونے کے لئے آبخورہ میں رکھ دیا تھا۔ عصر کے مراقبہ میں تھے
حوران بہشتی نے یکے بعد دیگرے سامنے سے گزرنا شروع کیا جو سامنے
آتی اس سے دریافت فرماتے تو کس کے لئے ہے وہ ایک بندۂ خدا
کا نام لیتی۔ ایک آئی اس سے پوچھا اس نے کہا میں اس کے لئے ہوں جو
روزہ میں پانی ٹھنڈا ہونے کو نہ رکھے فرمایا اگر تو سچ کہتی ہے تو اس کوزہ
کو گرا دے اس نے گرا دیا۔ اس کی آواز سے آنکھ کھل گئی دیکھا تو آبخورہ
ٹوٹا پڑا ہے۔ دو فرشتے آپس میں ملے ایک نے پوچھا کہاں جاتے ہو دوسرے
نے کہا فلاں عابد کے ہاتھ میں دودھ کا پیالہ ہے اور وہ پیا چاہتا ہے مجھے
حکم ہے کہ جا کر پر ماروں اور گرا دوں اور تم کہاں جاتے ہو کہا ایک فاسق
دیر سے دریا میں بنسی ڈالے بیٹھا ہے اور مچھلیاں نہیں پھنستیں مجھے حکم ہے
جاؤں اور پھانس دوں۔ (اسی تذکرہ میں ارشاد فرمایا) اگر چالیس دن گزر جائیں
کہ کوئی علت یا قلت یا ذلت نہ ہو تو خوف کرے کہ کہیں چھوڑ نہ دیا گیا ہو
حدیث میں ہے جب کوئی مقبول بندہ رب عز وجل کی طرف اپنی کسی
حاجت کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے اور گڑگڑاتا ہے جبریل امین علیہ الصلاۃ
والتسلیم کو ارشاد ہوتا ہے اے جبریل اس کی حاجت رہنے دے کہ
مجھے اس کا گڑگڑانا اور میری طرف منہ اٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے اور جب
کوئی فاسق اپنی حاجت کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے اے

جبریل اس کی حاجت جلد روا کردے کہ مجھے اپنی طرف اس کا مُنھ اُٹھانا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اس حدیث میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام حاجت روا ہیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاجت روا و مشکل کشا و دافع البلا ماننے میں کس مسلمان کو تامل ہو سکتا ہے وہ تو جبریل کے بھی حاجت روا ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز مولوی احمد مختار صاحب میرٹھ سے تشریف لائے اور بعد نماز عشا اعلیحضرت مدظلہ سے دست بوس ہوئے اور یہ مسئلہ پوچھا کہ آیا شرعی امامت کبریٰ کے لئے قرشی ہونا شرعاً ضروری ہے کہ بے اس کے شرعی امامت کبریٰ نہ پائی جائے گی اگرچہ عرفی ہو یا یہ کو استحبانی شرط ہے۔

ارشاد۔ مولٰنا یہ مذہبی مسئلہ ہے اس میں ہمارا اور روافض و خوارج کا خلاف ہے۔ خوارج کچھ تخصیص نہیں کرتے اور روافض نے اس قدر تنگی کی کہ صرف ہاشمیوں سے خاص کردی اور یہ بھی مولیٰ علی کی خاطر ورنہ بنی فاطمہ کی تخصیص کرتے اہل سُنّت صراط مستقیم و طریق وسط پر ہیں ہمارے تمام کتب عقائد میں تصریح ہے کہ اہل سنت کے نزدیک امامت کبریٰ کے لئے ذکورت و حریت و قرشیت لازم ہے اور تصریح فرماتے ہیں کہ اس کا اشتراط قطعی یقینی اجماعی ہے۔

عرض۔ خلافت راشدہ کسے کہتے ہیں اور اس کے مصداق کون کون ہوئے اور اب کون کون ہوں گے۔

ارشاد۔ خلافت راشدہ وہ خلافت کہ منہاج نبوت پر ہو جیسے حضرات خلفاء اربعہ و امام حسن مجتبیٰ و امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کی اور اب میرے خیال میں ایسی خلافت راشدہ امام مھدی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی قائم کریں گے والغیب عند اللہ۔

عرض۔ قیامت کب ہوگی اور ظہور امام مہدی کب۔

ارشاد۔ قیامت کب ہوگی اسے اللہ جانتا ہے اور اس کے بتائے سے اس کے رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت ہی کا ذکر کرکے ارشاد فرماتا ہے عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ اللہ غیب کا جاننے والا ہے۔ وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر کی متصل آیت میں ذکر ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بملاحظۂ احادیث حساب لگایا کہ یہ امت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی۔ امام سیوطی نے اس کے انکار میں رسالہ لکھا۔ الکشف عن تجاوز ھذہ الامۃ الالف۔ اس میں ثابت کیا کہ یہ امت ۱۰۰۰ھ سے ضرور آگے بڑھے گی۔ امام جلال الدین کی وفات شریف ۹۱۱ھ میں ہے اور اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا کہ ۱۳۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا۔ بحمد اللہ تعالیٰ اسے بھی چھبیس برس گئے اور ہنوز قیامت تو قیامت اشراط کبریٰ میں سے کچھ نہ آیا۔ امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔

عرض۔ جب میں مکہ معظمہ حضرت مولٰنا عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قاضی رحمت اللہ وہابی کو حاضر خدمت

پایا اور یہ وہ وقت تھا کہ مولنا اُس کو سند حدیث دے چکے تھے مجھے یہ نہایت ہی گراں گزرا میں نے مولنا عبد الحق صاحب سے عرض کیا کہ میں بھی آپ کی غلامی میں حاضر ہوا ہوں اور یہ بھی آپ سے سند حاصل کر چکے ہیں تو یہاں وہ اختلاف جو ہم میں ان میں دربارہ مسئلہ علم غیب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ۔ باسانی طے ہو سکتا ہے اس پر مولنا نے تین دن میں ایک رسالہ بغرائب السنیہ فی الفوائد البھیہ تحریر فرما کر قاضی رحمت اللہ کو دیا اُس رسالہ میں مولنا نے آثار قیامت کے متعلق بہت سی احادیث جمع فرمائیں لیکن اُن میں بھی تعین وقت نہیں۔ ارشاد۔ حدیث میں ہے دنیا کی عمر سات دن ہے ۔ میں اُس کے پچھلے دن میں مبعوث ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے میں امید کرتا ہوں کہ میری اُمت کو خدائے تعالیٰ نصف دن اور عنایت فرمائے ان حدیثوں سے اُمت کی عمر پندرہ سو برس ثابت ہوئی۔ ان یوما عند ربك كالف سنة مما تعدون تیرے رب کے یہاں ایک دن تمہاری گنتی کے ہزار برس کی برابر ہے۔ ان حدیثوں سے جو مستفاد ہوا وہ اس توقیت کے منافی نہیں جو اُس علم سے میرے خیال میں آئی ہے کیونکہ یہاں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے رب عز جلالہ سے استدعا ہے آیندہ انعام الٰہی وہ جس قدر زیادہ عمر عطا فرمائے جیسے جنگ بدر میں حضور نے صحابۂ کرام کو تین ہزار فرشتے مدد کے لئے آنے کی امید دلائی أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اُتار کر تمہاری مدد فرمائے اس پر حق سبحنہ تعالیٰ نے فرشتوں کا اضافہ فرمایا کہ بلےٰ اِنْ

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَأْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ۔ کیوں نہیں اگر تم صبر کرو اور تقویت پر رہو اور کافر ابھی کے ابھی تم پر آئیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان والے فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

عرض۔ حضور نے جفر سے معلوم فرمایا۔

ارشاد۔ ہاں (اور پھر کسی قدر زبان دبا کر فرمایا) آم کھایئے پیڑ نہ گنیے (پھر خود ہی ارشاد فرمایا) کہ میں نے یہ دونوں وقت (سنہ ۱۸۳۷ھ میں سلطنت اسلامی کا بڑھنا اور سنہ ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی کا ظہور فرمانا) سید المکاشفین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے اخذ کیے ہیں اللہ اکبر کیسا زبردست واضح کشف تھا کہ سلطنت ترکی کا بانی اوّل عثمان پاشا حضرت کے مدتوں بعد پیدا ہوا مگر حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنے زمانے پہلے عثمان پاشا سے لے کر قریب زمانہ آخر تک جتنے بادشاہ اسلامی اور اُن کے وزراء ہوں گے۔ رموز میں سب کا مختصر ذکر فرمایا۔ اُن کے زمانے کے عظیم وقائع کی طرف بھی اشارے فرما دیئے کسی بادشاہ سے اپنی اسی تحریر میں بہ نرمی خطاب فرماتے ہیں اور کسی پر حالت غضب کا اظہار ہوتا ہے اس میں ختم سلطنت اسلامی کی نسبت لفظ الیقظ فرمایا اور صاف تصریح فرمائی کہ لا اقول ایقظ الھجریۃ بل الیقظ الجفریۃ۔ میں نے اس الیقظ جفری کا جو حساب کیا تو سنہ ۱۸۳۷ھ آتے ہیں اور انہیں کے دوسرے کلام سے سنہ ۱۹۰۰ھ ظہور امام مہدی کے اخذ کئے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ رباعی

اذا دار الزمان علی حروف ببسم اللہ فالمھدی قاما

دیکھا ج فی الحطیو عقیب صوم   الا فانھا اُہ من عندی سلاما

خود اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرما دیا کہ اتنی مُدت تک میری قبر لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گی مگر اذا دخل السین فی الشین ظہر قبر محی الدین جب شیں میں سین داخل ہوگا تو محی الدین کی قبر ظاہر ہوگی۔ سلطان سلیم جب شام میں داخل ہوئے تو اُن کو بشارت دی کہ فلاں مقام پر ہماری قبر ہے۔ سلطان نے وہاں ایک قبہ بنوا دیا جو زیارت گاہ عام ہے (پھر فرمایا) چند جداول ۲۸- ۲۹ خانوں کی آپ نے تحریر فرما دی ہیں جن میں ایک ایک خانہ لکھا اور باقی خالی چھوڑ دیئے اب اُس کا حساب لگاتے رہیئے کہ اس سے کیا مطلب ہے۔

عرض۔ کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں۔ مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں!

ارشاد۔ اُس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ اُن خبثا کے تیوہار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے۔

عرض۔ اگر نماز میں بلغم آجائے تو کیا کرے۔

ارشاد۔ دامن یا آنچل میں لے کر مل دے۔

عرض۔ حضور ہر سائل پر رحم کھانا چاہیئے۔ خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کہ قرآن عظیم میں وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔ فرمایا ہے۔

ارشاد۔ پھر سائل بھی تو ہو بحرالرائق وغیرہ میں تصریح ہے کہ کافر حربی پر کچھ تصدق کرنا اصلاً جائز نہیں فرمایا یہ بھی ارشاد ہے اقیموا الصلوٰۃ نماز پڑھو تو کیا اس سے مطلب ہے خواہ وضو ہو یا نہ ہو شرط بھی تو موجود ہونا چاہیئے نہ کہ مطلق فقہائے کرام فرماتے ہیں۔ اگر آدمی کے پاس ایک پیالہ

کا پانی ہو اور جنگل میں ایک کتا اور ایک کافر شدت تشنگی سے جاں بلب ہو تو کتے کو پلا دے اور کافر کو نہ دے۔ حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لئے بارگاہ رب العزۃ میں لایا جائے گا اُس سے سوال ہوگا کیا لایا وہ کہے گا میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے اتنے روزے رکھے علاوہ رمضان کے اس قدر خیرات کی علاوہ زکوٰۃ کے اور اس قدر حج کئے علاوہ حج فرض کے وغیرہ ذلک ارشاد باری ہوگا ھل والیت لی ولیا وعادیت لی عدوا کبھی میرے محبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی تو عمر بھر کی عبادت۔ ایک طرف اور خدا ورسول کی محبت ایک طرف اگر محبت نہیں سب عبادات و ریاضات بیکار۔ بر کے کاٹنے سے ایک ذرا سی آپ کو تکلیف ہوتی ہے اگر کہیں اُسے زمین پر پڑا دیکھیں کہ اُس کا ایک پاؤں یا پر بیکار ہو گیا ہے اور اُس میں طاقت پرواز نہیں ہے تو اُس پر رحم کیا جاتا ہے کہ پیر سے مسل دیتے ہیں تو خدا و رسول عزجلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کریں اور اُن سے دشمنی وعداوت رکھیں وہ قابل رحم ہیں ہرگز نہیں عوام کی یہ حالت ہے کہ ذرا کسی کو ننگا محتاج دیکھا سمجھے کہ قابل رحم ہے خواہ خدا ورسول کا دشمن ہی کیوں نہ ہو حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ذرا سی اعانت کافر کی کرنا حتیٰ کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتا دے اتنی بات اللہ تعالیٰ سے اُس کا علاقہ مقبولیت قطع کر دیتی ہے۔ ہاں ذمی مستامن کافروں کے لئے شرع میں رعایت کے خاص احکام ہیں یہ اس لئے کہ اسلام اپنے ذمہ کا پورا ہے اور اپنے عہدہ کا سچا۔

عرض۔ حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یا اللہ فرمایا اور دریا سے اُتر گئے۔ پورا واقعہ یاد نہیں۔

ارشاد۔ غالباً حدیقۂ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا۔ اُسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اُس وقت موجود نہ تھی جب اُس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اُس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں فرمایا ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔ اللہ اکبر دو صاحب اولیائے کرام سے ایک دریا کے اس کنارے اور دوسرے اُس پار رہتے تھے اُن میں سے ایک صاحب نے اپنے یہاں کھیر پکوائی اور خادم سے کہا تھوڑی ہمارے دوست کو بھی دے آ۔ خادم نے عرض کی حضور راستے میں تو دریا پڑتا ہے کیونکر پار اتروں گا کشتی وغیرہ کا کوئی سامان نہیں فرمایا۔ دریا کے کنارے جا اور کہہ کہ میں اُس کے پاس سے آیا ہوں جو آج تک اپنی عورت کے پاس نہیں گیا۔ خادم حیران تھا کہ یہ کیا معمہ ہے اس واسطے کہ حضرت

صاحب اولاد تھے بہرحال تعمیل حکم ضرور تھی دریا پر گیا اور وہ پیغام جو ارشاد
فرمایا تھا کہا دریا نے فوراً راستہ دے دیا اس نے پار پہنچ کر اُن بزرگ
کی خدمت میں کھیر پیش کی انہوں نے نوش جان فرمائی اور فرمایا ہمارا سلام
اپنے آقا سے کہہ دینا خادم نے عرض کی کہ سلام تو جبھی کہوں گا جب دریا
سے پار اُتر جاؤں۔ فرمایا دریا پر جا کر کہہ میں اُس کے پاس سے آتا ہوں
جس نے تیس برس سے آج تک کچھ نہیں کھایا۔ خادم ششدر و پنج میں
تھا یہ عجیب بات ہے ابھی تو میرے سامنے کھیر تناول فرمائی اور فرماتے
ہیں اتنی مدت سے کچھ نہیں کھایا مگر بلحاظ ادب خاموش دریا پر آ کر
جیسا فرمایا تھا کہہ دیا۔ دریا نے پھر راستہ دے دیا۔ جب اپنے آقا
کی خدمت میں پہنچا تو اُس سے نہ رہا گیا اور عرض کی حضور یہ کیا معاملہ
تھا۔ فرمایا ہمارا کوئی فعل اپنے نفس کے لئے نہیں ہوتا۔

عرض۔ وہابیہ کی جماعت چھوڑ کر الگ نماز پڑھ سکتا ہے۔

ارشاد۔ نہ اُن کی نماز نماز نہ ہے نہ اُن کی جماعت جماعت۔

عرض۔ وہابیوں کی بنوائی ہوئی مسجد مسجد ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے۔

عرض۔ وہابی مؤذن کی اذان کا اعادہ کیا جائے یا نہیں۔

ارشاد۔ جس طرح اُن کی نماز باطل اُسی طرح اذان بھی ہاں تعظیماً اللہ کے
نام پر جل شانہٗ اور نام اقدس پر درود شریف پڑھے۔

عرض۔ حضور یہ روایت صحیح ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم
کے کاشانۂ اقدس میں ایک کافر مسلمان ہوا اور اس خیال سے کہ اہل بیت
اطہار بھوکے رہیں سب کھانا کھا گیا۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے حجرہ شریف میں ٹھہرایا۔ پچھلی رات کے وقت پیٹ میں گرانی معلوم ہوئی اور تھوڑی دیر بعد اجابت کی ضرورت ہوئی۔ شرمندگی کی وجہ سے کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے حجرۂ شریف میں غلاظت پھیلائی اور تمام بستر وغیرہ خراب کر دیا اور صبح ہوتے ہی وہاں سے چل دیا۔ جب حضور حجرۂ شریف میں مہمان کی خیریت معلوم کرنے کی غرض سے تشریف لائے تو یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی۔ آپ نے خود نجاست کو صاف کیا صحابۂ کرام کو اُس کی اس ناشائستہ حرکت پر سخت غصہ آیا۔ اتفاقاً عجلت میں وہ اپنی تلوار بھول گیا اور تلوار بہت اچھی تھی جس کے لئے اُسے مجبوراً پھر لوٹنا پڑا۔ یہاں آکر دیکھا کہ حضور اپنے دست اقدس سے بستر دھو رہے ہیں۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سزا دینے کا ارادہ کیا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ یہ میرا مہمان ہے اور اس سے فرمایا تم اپنی تلوار بھول گئے تھے جہاں رکھی تھی وہاں سے اٹھالو وہ حضور کے اس خلق عظیم کو دیکھ کر فوراً مشرف باسلام ہوگیا تو حضور اس

روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفار پر بھی نظر عنایت کرنا چاہیئے۔

ارشاد۔ اس کے قریب روایت مثنوی شریف میں مذکور ہے۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے اُن کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروائیں ہاتھ کاٹے پاؤں کاٹے۔ پانی مانگا تو پانی تک نہ دیا۔ یہ سلوک کس کے ساتھ تھے وہ جو رجوع لانے والے نہ تھے۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت ہے آپ مسجد نبوی سے نماز پڑھ کر تشریف لئے

جاتے ہیں ایک مسافر نے کھانا مانگا۔ امیر المؤمنین اُسے ہمراہ لے آئے۔ خادم بحکم امیر المؤمنین کھانا حاضر کرتا ہے۔ اتفاقاً کھاتے کھاتے اُس کی زبان سے ایک بد مذہبی کا فقرہ نکل جاتا ہے جس پر حضور فوراً اُس کے سامنے سے کھانا اٹھا لیتے ہیں اور خادم کو حکم دیتے ہیں کہ اُسے نکال دے۔ مدینا الحرۃ کی شان ہے کہ بد مذہب کیسا ہی جامۂ عیاری پہن کر میرے سامنے آئے خود بخود دل نفرت کرنے لگتا ہے۔ حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کے زمانہ حیات میں دہلی کا ایک واعظ حاضر ہوا اور اُس وقت مولٰنا عبد القادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تشریف رکھتے تھے۔ اسمٰعیل دہلوی اور وہابیہ پر بڑے شد و مد سے دیر تک لعن طعن کی اور اُس نے اپنے سُنّی ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا میرے بچپن کا زمانہ تھا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے اپنا خیال حضرت کی خدمت میں ظاہر کیا کہ مجھے تو یہ پکا وہابی معلوم ہوتا ہے۔ مولٰنا بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ابھی تو وہ تمہارے سامنے وہابیوں اسمٰعیل پر تبرا کہہ گیا ہے میں نے عرض کی کہ میرا قلب گواہی دیتا ہے کہ یہ سب تقیہ تھا۔ اُسے جامع مسجد میں وعظ کہنے کی اجازت ہمارے حضرت سے لینی ہے کہ بے حضرت کی اجازت کے یہاں کوئی وعظ نہیں کہہ سکتا اس لئے اُس نے تمہید ڈالی دوسرے دن شام کو پھر حاضر ہوا میں نے اُسے مسائل وہابیت میں چھیڑا۔ ثابت ہوا کہ پکا وہابی ہے دفع کر دیا گیا اپنا سا منہ لے کر چلا گیا۔ حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز کے وصال شریف کے کچھ دنوں بعد جب کہ اپنے منجھلے بھائی مرحوم کے مکان میں رہتا تھا باہر تنہا بیٹھا تھا۔ سامنے گلی میں سے ایک عربی صاحب آتے نظر آئے جب قریب آئے میں نے چاہا اُن کے لئے قیام کروں کہ اہلِ عرب کے لئے قیام

میری عادت تھی مگر اس بار دل کراہت کرتا ہے۔ میں اُٹھنا چاہتا ہوں اور دل اندر سے دامن کھینچتا ہے آخر میں نے کہا کہ یہ تیرا تکبر ہے۔ جبراً قہراً قیام کیا وہ آکر بیٹھے میں نے نام پوچھا کہا عبدالوہاب۔ مقام پوچھا کہا نجد اب تو میں کھٹکا اور میں نے اُس سے مسائل متعلقہ وہابیت پوچھے اتنا اشد وہابی نکلا کہ یہاں کے وہابیہ اُس کی شاگردی کریں۔ بار بار حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لیتا نہ اول میں کلمۂ تعظیم نہ آخر میں درود میں اُسے ہر بار روکتا اور کلمات تعظیم اور درود شریف کی ہدایت کرتا اور وہ نہ مانتا آخر میں نے سختی کے ساتھ اُس سے کہا تو مجبور ہو کر بولا اقول لقولك صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں تمہارے کہنے سے کہتا ہوں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے اُسے دفع کیا اخیر فقرہ یہ تھا کہ ہمارا رخصتانہ دو۔ میں نے شہر کے دو ایک وہابیوں کا پتہ بتا دیا کہ اُن کے پاس جا یہاں تیرے لئے کچھ نہیں بالآخر وہ خائب خاسر دفع ہوا۔ میں نے اپنے دل کو شاباش دی کہ تو نے ہی ٹھیک کہا تھا بیشک اس شیطان کے لئے قیام ناجائز تھا۔ ایک بار علی گڑھ سے ایک شخص اپنا بیگ وغیرہ لیے آیا اُس کی صورت دیکھ کر میرے قلب نے کہا یہ رافضی ہے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ واقعی رافضی ہے کہا میں اپنے مکان کو لکھنؤ جاتا تھا راستے میں صرف آپ کی زیارت کے لئے اتر پڑا ہوں کیا آپ اہل سنت میں ایسے ہی ہیں جیسے ہمارے یہاں مجتہدین میں نے التفات نہ کیا۔ غرض وہ رافضی اپنی طرف مجھے مخاطب کرتا تھا اور میں دوسری طرف منھ پھیر لیتا تھا۔ آخر اٹھ کر چلا گیا اُس کے جانے کے بعد ایک صاحب شاکی بھی ہوئے کہ وہ اتنی مسافت طے کر کے آیا اور آپ نے قطعی التفات نہ فرمایا میں نے یہی روایت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ جس وقت آپ کو

معلوم ہوا کہ یہ بدمذہب ہے فوراً کھانا سامنے سے اٹھوا لیا اور اُسے نکلوا دیا)
بیان کی کہ ہمارے ائمہ نے ان لوگوں کے ساتھ ہمیں یہ تہذیب بتائی ہے اب
بھلا وہ کیا کہہ سکتے تھے خاموش ہو گئے مسلمانو ذرا ادھر خدا و رسول کی
طرف متوجہ ہو کر ایمان کے دل پہ ہاتھ رکھ کر دیکھو اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو
رات دن بلا وجہ محض فحش مغلظہ گالیاں دینا اپنا شیوا کر لیں بلکہ اپنا دین ٹھہرا
لیں کیا تم اُن سے بکشادہ پیشانی ملو گے حاشا ہرگز نہیں اگر تم میں نام کو غیرت
باقی ہے اگر تم میں انسانیت ہے اگر تم اپنی ماں کو ماں سمجھتے ہو اگر تم اپنے باپ
سے پیدا ہو تو انہیں دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے تمہاری آنکھوں میں
خون اُترے گا تم اُن کی طرف نگاہ اُٹھانا گوارا نہ کرو گے۔ اللہ انصاف صدیق
اکبر و فاروق اعظم زائد یا تمہارے باپ اُم المومنین عائشہ صدیقہ زائد یا تمہاری
ماں ہم صدیق و فاروق کے ادنیٰ غلام ہیں اور الحمدللہ کہ اُم المومنین کے بیٹے
کہلاتے ہیں اُن کو گالیاں دینے والوں سے اگر یہ برتاؤ نہ برتیں جو تم اپنی ماں
بلکہ اپنے آپ کو گالیاں دینے والوں سے برتتے ہو تو ہم نہایت نمک حرام
غلام اور حد بھر کے بُرے ناخلف بیٹے ہیں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے آگے تم
جانو اور تمہارا کام نیچری تہذیب کے مدعیوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ذرا کوئی
کلمہ اُن کی شان کے خلاف کہا اُن کا خون اُڑنے لگتا ہے۔ آنکھیں لال ہو
جاتی ہیں۔ گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں اُس وقت وہ مجنون تہذیب بکھری
پھرتی ہے وجہ کیا ہے کہ اللہ و رسول و معظمان دین سے اپنی وقعت دل میں
زیادہ ہے ایسی ناپاک تہذیب انہیں کو مبارک فرزندان اسلام اُس پر
لعنت بھیجتے ہیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی سے بدمذہبوں
کو نام لے لے کر اٹھا دیا۔ ایک مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز جمعہ میں دیر

ہو گئی۔ راستے میں دیکھا کہ چند لوگ مسجد سے لوٹے ہوئے آرہے تھے۔ آپ اس ندامت کی وجہ سے کہ ابھی میں نے نماز نہیں پڑھی ہے چھپ گئے اور وہ اس ذلت کی وجہ سے جو مسجد شریف سے نکال دینے میں ہوئی تھی الگ چھپ کر نکل گئے۔ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاَغْلُظْ عَلَیْهِمْ اے نبی جہاد فرما اور سختی فرما کافروں اور منافقوں پر اور فرماتا ہے عزوجل۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ۔

محمد اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور جو اُن کے ساتھی ہیں کفار پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔

اور فرماتا ہے جل وعلا وَلْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً لازم کہ کفار تم میں سختی پائیں تو ثابت ہوا کہ کافروں پر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سختی فرماتے تھے۔

عرض۔ اگر کسی شخص کا ستر کھل جائے تو جس نے دیکھا یا جس کا ستر کھلا وضو رہے گا یا نہیں۔

ارشاد۔ وضو کسی چیز کے دیکھنے یا چھونے سے نہیں جاتا (پھر فرمایا) تیس عضو عورت کے عورت ہیں اور نو مرد کے ان میں سے کسی عضو کا چہارم بقدر رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے تک بلا قصد کھلا رہنا مفسد نماز ہے اور بالقصد تو اگر ایک آن کے لئے کھولے جب بھی نماز جاتی رہے گی۔

عرض۔ حضور وحدۃ الوجود کسے کہتے ہیں۔
ارشاد۔ وجود ایک اور موجود ایک ہے باقی سب اس کے ظل ہیں۔
عرض۔ اسمٰعیل دہلوی کو کیا سمجھنا چاہیئے۔
ارشاد۔ میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے منع نہ کرینگے اور خود کہیں گے نہیں، البتہ غلام احمد، سید احمد، خلیل احمد، رشید احمد، اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔
عرض۔ ہر کافر ملعون ہے۔
ارشاد۔ اِن عند اللہ جو کافر ہے قطعاً ملعون ہے۔
عرض۔ اگر مرتے وقت توبہ کرلی مسلمان ہوگیا۔
ارشاد۔ کسی خاص کا نام لے کر اگر پوچھا جائے گا ہم اسے ملعون نہ کہیں گے ممکن ہے کہ توبہ کرے اور اگر عام کفار کی بابت سوال ہوا تو ملعون کہیں گے۔
عرض۔ خدا اور رسول عزجلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کس طرح دل میں پیدا ہو۔
ارشاد۔ تلاوت قرآن مجید اور درود شریف کی کثرت اور نعت شریف کے صحیح اشعار خوش الحانوں سے بکثرت سُنے اور اللہ و رسول کی نعمتوں اور رحمتوں میں جو اس پر ہیں غور کرے۔ ایک روز خاکسار مدیر کچھ استفتے سنا رہا تھا اور حضور جوابات ارشاد فرماتے جاتے تھے ایک کارڈ پر اسم جلالت لکھ گیا اس پر ارشاد فرمایا یاد رکھو کہ میں کبھی تین چیزیں کارڈ پر نہیں لکھتا اسم جلالت اللہ۔ اور محمد اور احمد اور نہ کوئی آیۂ کریمہ مثلاً اگر رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنا ہے تو یوں لکھتا ہوں حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام یا اسم جلالت کی جگہ مولیٰ تعالیٰ۔

عرض۔ لفظ شہر ہر مہینہ کے ساتھ بولا جاتا ہے یا نہیں۔ یہ کہہ سکتے ہیں شہر رجب المرجب۔

ارشاد۔ نہیں۔ یہ لفظ ان تین مہینوں کے لئے ہے شہر ربیع الاول، شہر ربیع الآخر، شہر رمضان المبارک۔

عرض۔ حضور اللہ میاں کہنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ زبان اُردو میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں۔ اُن میں سے دو ایسے ہیں جن سے شان الوہیت پاک و منزہ ہے اور ایک کا صدق ہو سکتا ہے تو جب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہو گا اس کے ایک معنی مولیٰ تعالیٰ بے شک مولیٰ ہے دوسرے معنی شوہر، تیسرے معنی زنا کا دلال کہ زانی اور زانیہ میں متوسط ہو۔

عرض۔ میلاد شریف میں جھاڑ فانوس فروش وغیرہ سے زیب و زینت اسراف ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ علماء فرماتے ہیں لَا خَیْرَ فِی الْاِسْرَافِ وَلَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْرِ جس شے سے تعظیم ذکر شریف مقصود ہو ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتی۔ امام غزالی نے احیاء العلوم شریف میں سید ابو علی رود باری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل کیا کہ ایک بندہ صالح نے مجلس ذکر شریف ترتیب دی اور اسمیں ایک ہزار شمعیں روشن کیں ایک شخص ظاہر بیں پہنچے اور یہ کیفیت دیکھ کر واپس جانے لگے بانی مجلس نے ہاتھ پکڑا اور اندر لے جا کر فرمایا کہ جو شمع میں نے غیر خدا

کے لئے روشن کی ہو وہ بجھا دیجئے۔ کوششیں کی جاتی تھیں اور کوئی شمع ٹھنڈی نہ ہوئی۔

عرض۔ تحیۃ الوضو کی کیا فضیلت ہے۔

ارشاد۔ ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا اے بلال کیا سبب ہے کہ میں جنت میں تشریف لے گیا تو تم کو آگے آگے جاتے دیکھا۔ عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں جب وضو کرتا ہوں دو رکعت نفل پڑھ لیتا ہوں۔ فرمایا یہی سبب ہے

عرض۔ حضور بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ رکوع کے بعد پائنچے اوپر کو چڑھا لیتے ہیں یہ کیسا ہے؟۔

ارشاد۔ مکروہ ہے اور اگر دونوں ہاتھ سے ہو تو بعض علما کے نزدیک مفسد صلوٰۃ ہے۔

خواب۔ ایک مسجد معمولی وسعت کی ہے اور نماز تیار ہے۔ ایک شخص جس کو میں جانتا ہوں عقائد وہابیہ کا پیرو یا ڈاں کہتا ہے لیکن نام اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پھر مکبر تکبیر کہتا ہے وہ بھی نام نامی تک میں نے کہا یہ عجب دہریوں نے دستور نکالا ہے۔ میں اندر مسجد کے اس وقت پہنچا جب کہ امام اپنی جگہ پر پہنچ گیا تھا اور چاہتا تھا کہ تکبیر تحریمہ کہے میں نے باآواز بلند السلام علیکم کہا جس سے امام نے چونک کر میری طرف رُخ کیا اور پیچھے ہٹ آیا اور میں فوراً اس کی جگہ کھڑا ہو کر امامت کرنے لگا جب سلام پھیرا فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا تو فجر کا وقت تھا۔

تعبیر۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہابیہ کی دعوت بند ہوگی اور اہل سنت کی ترقی ہوگی۔

عرض۔ نوافل میں رکوع کس طرح کرنا چاہیئے اگر بیٹھ کر پڑھ رہا ہے۔

ارشاد۔ اتنا جھکے کہ سر گھٹنے کے محاذی آجائے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھے تو پنڈلیاں قوس نہ ہوں اور کفِ دست گھٹنوں پر قائم کرکے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں۔ ایک صاحب کو میں نے دیکھا کہ حالت رکوع میں پشت بالکل سیدھی اور منھ اُٹھائے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا گیا یہ آپ نے کیسا رکوع کیا۔ حکم تو یہ ہے کہ گردن نہ اتنی جھکاؤ جیسے بھیڑ اور نہ اتنی اٹھاؤ جیسے اونٹ۔ وہ صاحب کہنے لگے کہ منھ اس وجہ سے اٹھا لیا تھا کہ سمت قبلہ سے نہ پھر جائے میں نے کہا تو آپ سجدہ بھی ٹھوڑی پر کرتے ہوں گے ان کی سمجھ میں بات آگئی اور آئندہ کے لئے اصلاح ہو گئی۔

عرض۔ حضور ایک بی بی تنہا حج کرنا چاہتی ہیں اور سفر خرچ قلیل اور خود علیل اس صورت میں کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ عورت کو بغیر محرم حج کو جانا جائز نہیں۔

عرض۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اے خداوند عرب کہہ کر ندا کر سکتے ہیں۔

ارشاد۔ کر سکتے ہیں خداوند عرب کے معنی مالک عرب۔

عرض۔ حضور والا عجم کے معنی بے پڑھی ولائتیں۔

ارشاد۔ گونگی زبان اور عرب کے معنی تیز زبان۔

عرض۔ حضور اولیا ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں۔

ارشاد۔ اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہر دل میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔

عرض مؤلف۔ حضور اس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ عالم مثال سے اجسام مثالیہ

اولیا کے تابع ہو جاتے ہیں اس لئے ایک وقت میں متعدد جگہ ایک ہی صاحب نظر آتے ہیں اگر یہ ہے تو اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مثل تو شے کا غیر ہوتا ہے۔ امثال کا وجود شے کا وجود نہیں۔

ارشاد۔ امثال اگر ہوں گے تو جسم کے اُن کی رُوح پاک ان تمام اجسام سے متعلق ہو کر تصرف فرمائے گی تو از روئے روح وحقیقت وہی ایک ذات ہر جگہ موجود ہے یہ بھی فہم ظاہر میں ورنہ سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرما لیا ہے یہ کیونکر ہو سکے گا شیخ نے فرمایا کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا۔ فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو گیا تعجب ہے یہ ذکر کر کے فرمایا کیا یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے باقی جگہ مثالیں حاشا بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے اسرار باطن فہم ظاہر سے وراہیں خوض وفکر بے جا ہے۔

عرض۔ حضور ہندوستان میں اسلام حضرت خواجہ غریب نواز کے وقت سے پھیلا۔

ارشاد۔ حضرت سے کئی سو برس پہلے اسلام آگیا تھا مشہور ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے سترہ حملے ہندوستان پر ہوئے۔

عرض۔ اس شعر کا کیا مطلب ہے ؎

اہلِ نظر نے غور سے دیکھا تو یہ کھلا کعبہ جھکا ہوا تھا مدینہ کے سامنے

ارشاد۔ شب میلاد کعبہ نے سجدہ کیا اور جھکا مقام ابراہیم کی طرف اور کہا حمد ہے اس کے وجہ کریم کو جس نے مجھے بتوں سے پاک کیا۔

عرض۔ غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے۔

ارشاد۔ بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔
عرض۔ غوث کے مراقبے سے حالات منکشف ہوتے ہیں۔
ارشاد۔ نہیں بلکہ انہیں ہر حال یونہی مثل آئینہ پیش نظر ہے۔ (اس کے بعد ارشاد فرمایا) ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں۔ غوث کا لقب عبداللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبدالرب اور وزیر دست چپ عبدالملک اُس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا اس لئے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ۔ غوث اکبر و غوثِ ہر غوث حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ صدیق اکبر حضور کے وزیر دستِ چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست۔ پھر اُمت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی اُس کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وزیر ہوئے پھر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی کو اور امامین محترمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے پھر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے۔ ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے حضور غوث اعظم بھی ہیں اور سیّد

الا فراد بھی۔ حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے۔ حضرت امام مہدی تک سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہو گی۔

عرض۔ حضور افراد کون اصحاب ہیں۔

ارشاد۔ اجلۂ اولیائے کرام سے ہوتے ہیں۔ ولایت کے درجات ہیں غوثیت کے بعد فردیت۔ ایک صاحب اجلۂ اولیائے کرام سے کسی نے پوچھا حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔ فرمایا ابھی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی۔ فرماتے تھے میں نے جنگل میں ٹیلے پر ایک نور دیکھا جب میں قریب گیا تو معلوم ہوا کہ وہ کمبل کا نور ہے ایک صاحب اسے اوڑھے سو رہے ہیں میں نے پاؤں پکڑ کر ہلایا اور جگا کر کہا اٹھو مشغول بخدا ہو۔ کہا آپ اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے میری حالت پر رہنے دیجئے۔ میں نے کہا کہ میں مشہور کئے دیتا ہوں یہ ولی اللہ ہے۔ کہا میں مشہور کر دوں گا کہ یہ حضرت خضر ہیں۔ میں نے کہا میرے لئے دعا کرو۔ کہا دعا تو آپ ہی کا حق ہے۔ میں نے کہا تمہیں دعا کرنی ہوگی۔ کہا وَفَّرَ اللّٰہُ حَظَّكَ مِنْہُ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے اور کہا میں اگر غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمائے گا اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے حالانکہ کسی ولی کی طاقت نہ تھی کہ میری نگاہ سے غائب ہو سکے۔ وہاں سے آگے بڑھا ایک اور اسی طرح کا نور دیکھا کہ نگاہ کو خیرہ کرتا ہے۔ قریب گیا تو دیکھا ٹیلے پر ایک عورت کمبل اوڑھے سو رہی ہے۔ وہ اس کے کمبل کا نور ہے۔ میں نے پاؤں ہلا کر ہوشیار کرنا چاہا غیب سے ندا آئی "اے خضر احتیاط کیجئے" اوس بی بی نے آنکھ کھولی اور کہا حضرت نہ رُکے یہاں تک کہ رو کے گئے۔ میں نے کہا اٹھ

مشغول بخدا ہو۔ کہا حضرت اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے اپنی حالت پر رہنے دیں۔ میں نے کہا تو میں مشہور کئے دیتا ہوں یہ ولی اللہ ہے کہا میں مشہور کردوں گی کہ یہ حضرت خضر ہیں۔ میں نے کہا میرے لئے دعا کرو۔ کہا دعا تو آپ کا حق ہے۔ میں نے کہا تمہیں دعا کرنی ہوگی۔ کہا وَفَّرَ اللّٰہُ حَظَّكَ منه۔ اللہ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے پھر کہا اگر میں غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمائیے گا۔ میں نے دیکھا یہ بھی جاتی ہے کہا یہ تو بتلایئے کیا تو اسی مرد کی بی بی ہے کہا ہاں یہاں ایک ولیہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس کی تجہیز و تکفین کا ہمیں حکم تھا یہ کہا اور میری نگاہ سے غائب ہو گئی حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا یہ لوگ افراد ہیں میں نے کہا وہ بھی کوئی ہے جس کی طرف یہ رجوع لاتے ہیں فرمایا ہاں شیخ عبدالقادر جیلانی

عرض۔ غوث کے انتقال کے بعد درجہ غوثیت پر کون مامور ہوتا ہے۔

ارشاد۔ غوث کی جگہ امامین سے غوث کر دیا جاتا ہے اور امامین کی جگہ اوتاد اربعہ سے اور اوتاد کی جگہ بدلا سے بدلا کی جگہ پر ابدال سبعین سے اور ان کی جگہ تین سو نقبا سے۔ پھر اولیا سے اور اولیا کی جگہ عامۂ مومنین سے کر دیا جاتا ہے۔ کبھی بلالحاظ ترتیب کافر کو مسلمان کرکے بدل کر دیتے ہیں۔ ان کا مرتبہ ابدال سے زیادہ ہے۔

عرض۔ پانی میں مسام ہیں یا نہیں۔

ارشاد۔ نہیں۔ کہ پانی میں بالطبع خلا بھرنے کی قوت رکھی گئی ہے ضرور ہے کہ جو مسام فرض کئے جائیں وہ پانی کہ ان سے اوپر ہے ان کی طرف اترے گا اور انہیں بھرے گا۔ اور مسام ہونے پر فلسفہ جدیدہ کی یہ دلیل کہ شکر ڈالنے سے پانی میں حل ہو جاتی ہے اور اس کا حجم نہیں بڑھتا

مقبول نہیں جب زیادت قدر احساس کو پہنچے گی ضرور حجم بڑھتا محسوس ہوگا مگر ایک استدلال اس پر یہ خیال میں آتا ہے کہ حوض کے کنارے ایک شخص کھڑا ہے دوسرا غوطہ لگائے اور باہر والا شخص بآواز پکارے اگر مسام ہیں تو ضرور سُنے گا اور سنتا ہے تو معلوم ہوا کہ مسام ہیں بخلاف اس کے ایک کمرہ صرف آئینوں سے فرض کیجئے جس میں کہیں درمانہ ہو اس کے اندر کی آواز باہر نہ آئے گی اور باہر کی اندر نہ جائے گی اگرچہ اندر باہر دو شخص متصل کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو بآواز بلند پکارے مگر یہ استدلال بھی کافی نہیں آواز پہنچنے کے لئے ملاء فاضل میں تموج چاہیئے مسام کی کیا حاجت ہاں جہاں تموج نہ ہو۔ بلدیہ مسام پہنچے گی آئینے میں نہ تموج نہ مسام لہذا نہ پہنچے گی پختہ وخام عمارات میں تموج نہیں منافذ و مسام ہیں ان سے پہنچتی ہے آب و ہوا خود اپنے تموج سے پہنچاتے ہیں اور یہ ہی اصل ذریعۂ صورت ہے ہوا میں تموج زائد ہے کہ پانی سے الطف ہے وہ زیادہ پہنچاتی ہے اور پانی کم تالاب میں دو شخص دونوں کناروں پر غوطہ لگائیں اور ان میں سے ایک اینٹ پر اینٹ مارے۔ دوسرے کو آواز پہنچے گی مگر نہ اُتنی کہ ہوا میں۔

قطعہ تاریخ عطیہ اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ مدظلہ الاقدس

میرے ملفوظ کچھ کئے محفوظ — مصطفےٰ مصطفےٰ کا ہو ملحوظ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نام تاریخی اُس کا رکھتا ہوں — زبر و بینہ میں الملفوظ

تمت